SCHOOL
658/8

رُستم

PoBo

HY

فہرستِ مُضامین "رُستم"

جملہ حقوق محفوظ ہیں

رُستم

ایران کے مشہور پہلوان رُستم کے سوانح حیات اور اُس کے مشہور و معروف ہفت روزہ سفر موسومہ بہ "ہفتخوانِ رُستم" کی دلچسپ تاریخی داستان

جسے

مولوی فیروز الدّین اینڈ سنز گورنمنٹ پبلشرز
لاہور

نے اپنے مطبع فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام
ایم عبدالحمید خان مینجر چھپوا کر شائع کیا

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ر

التماس ناشر

ہندوستان میں رُستم کا نام اِس قدر مشہور ہے کہ جہاں کِسی شخص کی شہزوری اور شجاعت کی تعریف مقصود ہوتی ہے۔ اُسے رُستم کہا جاتا ہے۔ لیکن لُطف یہ ہے کہ عوام تو کہیں رہے۔ اکثر تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی رُستم کے حالات معلُوم نہیں۔ جو ایران کا ایک مشہُور پہلوان تھا۔ اور جس کے سوانح حیات آج تک پُوری تحقیق اور تفصیل کے ساتھ اُردُو زبان میں نہیں لکھے گئے۔ اُردُو لٹریچر میں یہ ایک بُہت بڑی کمی تھی جو پُوری کر دی گئی ہے۔ اگر ہندوستان اور بالخصُوص پنجاب کی اُردُو دان پبلک نے ہماری اِس کوشش کو بنظرِ اِستحسان دیکھا تو ہم سمجھینگے۔ کہ ہمیں ہماری محنت کا صِلہ مِل گیا۔ واقعات نہایت سادہ اور دِلچسپ پیرایہ میں بیان کیئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر شخص اِس سے مستفید ہو سکے ÷

(ناشر)

دیباچہ

رُستم کی بہادری۔ شہزوری اور جوانمردی سے تو قریب قریب ہر شخص واقف ہے۔ لیکن اِس یگانۂ روزگار پہلوان کے مکمل حالات بطور ایک سوانح عمری کے آج تک نہیں چھپے۔ البتہ فردوسی نے جس کی شاعری رہتی دُنیا تک خراجِ تحسین وصول کرتی رہیگی۔ شاہنامہ میں رُستم کے حالات اور کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے ہیں۔ مگر اُن میں اِس قدر مُبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ کہ پڑھنے والا یا تو رُستم کو ایک عام اِنسان خیال کرنے میں مُتامّل نظر آتا ہے۔ یا اُن واقعات اور رُستم کی ہستی کو سراسر لغو خیال

کرتا ہے ۔ فریدوں کا اژدہا بن کر اپنے بیٹوں کی بہادری کا امتحان لینا ۔ سیمرغ وغیرہ پرندوں کا انسانوں کے ساتھ ہمکلام ہونا ۔ اور پر جلانے سے فوراً امداد کے لئے پہنچنا ۔ رستم و اسفند یار وغیرہ کا ایک موہوم ہستی دیو سے لڑنا ۔ اور کیخسرو کا ہمیشہ کے لئے ایک چشمہ میں گم ہو جانا وغیرہ ایسے حالات ہیں ۔ جنہیں زمانہ گذشتہ کے لوگ تو صحیح تسلیم کرتے ہیں ۔ اور انہیں ذوق و شوق اور حیرت و استعجاب سے سُنتے تھے ۔ مگر زمانہ حاضرہ کا ایک بچّہ بھی نہ تو ایسے خلافِ عقل اور خلافِ واقع حالات کو باور کرتا ہے ۔ اور نہ ہی سُننے پر آمادہ نظر آتا ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا ۔ کہ ایسے ایسے نامی آدمیوں کے حالات معدوم ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ اور اُن کا نام پردۂ گمنامی میں مستور ہو رہا ہے ۔

اگرچہ فردوسی کے شاہنامہ کا ماخذ قدیم

فارسی زبان کی تاریخ "کارنامک ارتخشتر پاپکاں"
یعنی کارنامۂ اردشیر بابکاں ہے۔ جو چھٹی
صدی عیسوی میں بطور تاریخِ ایران یزد جرد
ثالث کے عہد میں مُرتّب ہوئی۔ لیکن اِسے
مُبالغہ آمیزی کی وجہ سے ایک تاریخ کے طور
پر کوئی شخص مُطالِعہ نہیں کرتا۔ البتّہ زمانۂ
گذشتہ میں ایسی کتابیں مکتبوں میں بطورِ نصاب
پڑھائی جاتی تھیں۔ جس سے پڑھے لکھے
اشخاص کو حالات سے واقفیّت حاصِل ہو
جایا کرتی تھی۔ لیکن موجُودہ طریقِ تعلیم بالکل
جُداگانہ ہے۔ جس میں ایسی کتابوں کو کوئی
بار حاصِل نہیں۔ اور اب فارسی کا وُہ چرچا
بھی نہیں رہا۔ جو زمانۂ سابق میں تھا۔ چُنانچہ
یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ موجُودہ زمانہ کے پڑھے
لکھے آدمیوں میں ہزار میں ایک آدھ شخص
ہی ایسا ملے گا۔ جس نے شاہنامہ پڑھا ہو
یا آئِندہ اُس کے مُطالعہ کا شوق دِل میں

رکھتا ہو۔ اور جس نے شاہنامہ کا مطالعہ کیا
بھی ہے۔ وہ بھی رستم کے حالات کو صحیح ماننے
میں معذور ہی نظر آئے گا ؛

شاہنامہ اردو نظم میں بھی موجود ہے۔ جس
کے مترجم نے نہایت محنت اور عرقریزی سے
کام لیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس نے
اس ترجمہ سے ایک حد تک اردو کی بڑی
خدمت انجام دی ہے۔ لیکن آخر یہ بھی تو
فردوسی کے اسی شاہنامہ کا حرف بحرف ترجمہ
ہے۔ جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ علاوہ
ازیں اس اردو شاہنامہ کے آج تک جتنے
ایڈیشن بھی طبع ہوئے۔ ان کی کتابت طباعت
اور کاغذ وغیرہ غیر معمولی طور پر ایسے قابلِ
رحم واقع ہوئے ہیں۔ کہ انسان کی طبیعت
اس کے مطالعہ پر مائل ہی نہیں ہوتی ؛

فردوسی طوسی مرحوم کو بحیثیت ایک شاعر
کے اگر خدائے سخن بھی کہا جائے۔ تو بیجا نہ

ہوگا۔ لیکن اِس کی مُورّخانہ حیثیّت پر اُس کی اپنی تصنیف شاہنامہ ہی روشنی ڈالنے کے لِئے کافی ہے۔ شاہنامہ میں رُستم کے جن مُحیّرُ العقُول کارناموں کے اظہار میں فردوسی نے زمین و آسمان کے قلّابے مِلا دیئے ہیں۔ وہاں کتاب کے اختتام پر یہ شعر لِکھ کر کہ ؎

مَنش کردہ ام رُستمِ داستاں
دگر نہ یکے بود در سیستاں

اپنی تمام تاریخی حیثیت پر اور اپنی تصنیف پر پانی پھیر دیا ہے۔ لہٰذا کتاب ختم کرنے پر ہر ذی فہم آدمی یہی خیال کرتا ہے۔ کہ رستم اور اُس کی بہادری کے افسانے محض من گھڑت قِصّے ہیں۔ جن میں اصلیّت کا شائبہ تک موجود نہیں حالانکہ "کارنامۂ اردشیر پاپکان" میں جو ایران کی قدیم تاریخ اور شاہنامہ کا ماخذ ہے۔ رُستم کے واقعات اور اُس کی بہادری کے کارنامے بالتفصیل درج ہیں +

علاوہ ازیں انگریز مؤرّخین نے ایران کی جس قدر تاریخیں قلمبند کی ہیں۔ اُن کی تصانیف میں واقعاتِ قدیم کا ماخذ بھی قریب شاہنامہ ہی خیال کیا جاتا ہے۔ اِن مصنّفین نے رُستم کے حالات کو نہایت اِختصار کے ساتھ اِس طرح بیان کیا ہے۔ کہ جس سے سِلسلۂ تاریخ قائم رہ سکے۔ اور اِس مشہور آدمی کے حالات کو کِسی خاص اہمیّت سے درج نہیں کیا۔ جس سے پڑھنے والے کو رُستم کے مکمّل حالات سے آگاہی حاصِل ہو سکے ؛

ایرانیوں نے اپنے مُلک کی جو تاریخ قلمبند کی ہے۔ اِس کا آغاز کیخسرو کے زمانہ سے ہوتا ہے۔ اور سابقہ واقعات روایات پر مُنحصر ہیں اور اِسی بادشاہ کے زمانہ سے یُونانیوں نے بھی ایران کی تاریخ لکھی ہے۔ جن میں زیادہ مشہور "ہر دو وطس زنوفن" مؤرّخ ہے۔ مگر اِن دونوں تواریخوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اِن

تاریخوں کا مطالعہ کرنے والا بجائے اِس کے کہ اُن سے کوئی فائدہ حاصل کر سکے۔ ایک نہایت معمولی واقعہ پر اِس ششش وپنج میں مُبتلا ہو جاتا ہے کہ یُونانی تاریخ کے بیان کو صحیح تسلیم کرے یا ایرانی تاریخ کے بیان کو باور کیا جائے۔ کیونکہ ہر دو تاریخیں ایک ہی واقعہ کو متضاد صُورت میں پیش کرتی ہیں۔ اِس لئے یہ تاریخیں ان قدیم روایات سے بھی اپنے آپ کو زیادہ کمزور اور بے بُنیاد ثابت کرتی ہیں۔ جن پر کارنامۂ اردشیر بابکاں اور شاہنامہ وغیرہ کا اِنحصار ہے۔ کیونکہ یہ امر مُسلّمہ ہے کہ ایران کی قدیم روایات بُہت بڑی حد تک صحیح واقعات پر مبنی ہیں۔ اور تمام مؤرخین کا اِس پر اِتفاق ہے ؂

ہم نے اِن تواریخ اور روایتی کُتب مثلاً ہر دو وطس زنوفن اور دیگر یُونانی مؤرخین کی تاریخوں۔ انگریز مؤرخین کی تصانیف۔ پہلوی زبان کی مشہور کتابوں اور پارسیوں کی مذہبی یعنی زرتشت کی الہامی کتاب

ژند اوستا۔ قدیم فارسی زبان کی ممتاز ترین تاریخ "کارنامک ارتخشتر پاپکان" یعنی کارنامۂ اردشیر بابکان اور فردوسی کی مشہور فارسی نظم کی کتاب شاہنامہ وغیرہ کے مطالعہ کے بعد کتاب ہذا موسومہ "رستم" کو قلمبند کیا ہے۔ اور رستم کے متعلق وُہی حالات و واقعات درج کئے ہیں۔ جن پر عام روایات اور تواریخ قریب متفق ہیں۔ اور عام طور پر وُہی واقعات درج کئے گئے ہیں۔ جنہیں باور کرنے میں عقلِ سلیم کو تامّل نہیں ہوتا۔ اُس کے ساتھ ہی رُستم کے کسی مشہور واقع کو نظر انداز بھی نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں ابتدا سے لیکر اسفندیار اور بہمن تک کے زمانہ کی تاریخِ ایران کو بھی مختصر اور مکمّل طور پر دُہرایا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے کو رُستم اور اُس کے خاندان کے حالات پُوری طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ اور بغیر کسی تاریخ کی امداد کے اس زمانہ کے واقعات پر عبُور حاصِل کرنے میں کسی دِقّت کا سامنا نہ ہو۔

رُستم

رُستم ایران کے مشہور اَور بہادر سپہ سالار فرمانروائے سیستان کا نام ہَے۔ یہ شخص اِس قدر بہادر اَور شہزور تھا۔ کہ ہزاروں سال گُذر جانے پر بھی تمام دُنیا اُس کے نام سے واقِف ہَے۔ اَور ایشیاء کا تو بچّہ بچّہ اُسے جانتا اَور اُس کے کارناموں کو شوق سے سُنتا ہَے۔ یہاں تک کہ ہمارے مُلک میں بھی جو کُشتی گیر مُلک کے دیگر کُشتی گیروں سے زبردست نِکلتا ہَے۔ اُسے رُستمِ ہند اَور جو یُورپ وغیرہ کے کُشتی گیروں کو بھی پچھاڑ لے۔ تو اُسے رستمِ زماں اَور رُستمِ دَوراں کہتے ہیں؀

رُستم کے نام کے ساتھ پہلوان کا لفظ بھی

عام طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ اِس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ رُستم بھی ہمارے مُلک کے پہلوانوں کی مانند تھا۔ جو چند فُٹ مُربع زمین کی مٹّی کو نرم کر کے اور لنگوٹ باندھ کر ایک دُوسرے سے زور آزمائی کرتے اور اپنے مخالف کو زمین پر لِٹا دینا ہی دُنیا بھر کی فتح و نصرت سمجھ لیتے ہیں۔ اور تلوار و خنجر تو در کنار اگر سُوئی چبھنے سے بھی چند قطرے خُون نِکل جائے۔ تو مُرجھائے ہُوئے دل سے پھِروں کفِ افسوس ملتے ہیں۔ بلکہ فارسی میں پہلوان کے معنی شہزور اور بہادر کے ہیں۔ قدیم زمانہ میں توپ اور بندوق تو تھی نہیں۔ صرف لوہے کے بڑے بڑے اوزار گرز وغیرہ سے کام لیا جاتا تھا۔ جن کا اِستعمال کرنا تو در کنار اُٹھانا بھی بہت بڑی طاقت کا کام تھا۔ چُنانچہ اُن بہادر اور شہزوروں کو پہلوان کہا جاتا ہے۔ جو ایسے اوزار اِستعمال کرتے اور دشت

بدقسمت لڑائی میں دیو نما انسانوں کو پچھاڑتے تھے۔ اس لئے اس زمانہ میں پہلوان کا لفظ ایران میں عام طور پر جرنیل وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ اور چونکہ رُستم بھی بہت بڑا بہادر اور شہزور جرنیل تھا۔ اِس لئے اِسے بھی پہلوان کہا جاتا ہے ؛

رُستم کے آباء و اجداد ایران کے علاقۂ سیستان کے فرمانروا تھے۔ اور اُن کا سلسلۂ نسب چند ہی پُشتوں کے بعد شاہانِ ایران سے جا ملتا ہے۔ گویا رُستم اور شاہانِ ایران ایک ہی خاندان سے تھے۔ اِس شخص کا خاندان شروع ہی سے اِس قدر بہادر تھا کہ ہر مُشکل موقع پر ایرانی افواج کی سپہ سالاری اِن ہی کے سپُرد ہوتی تھی۔ اور بڑے بڑے بہادر اُن کے نام سے کانپ اُٹھتے تھے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ سلطنتِ ایران کی باگ ڈور اسی خاندان کے ہاتھ میں تھی۔ اور شاہانِ

ایران اِس خاندان کو خُوش رکھنا اپنی حکومت کی مضبُوطی خیال کرتے تھے۔ چنانچہ فریدون کے لڑکے منُوچہر نے جب اپنی بادشاہی کا اعلان کیا۔ تو صِرف رُستم کے دادا سام کی تائید پر تمام اُمرا نے اُسے فوراً اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا ؛

رُستم یُونان کے مشہُور حکیم فیثا غورث اور پارسی مذہب کے بانی زردشت کا ہمعصر تھا۔ اور مسیح سے قریباً ساڑھے پانچ سو سال پہلے ہُوا ہے ؛

رُستم کے حالات بیان کرنے سے پہلے ضرُوری معلُوم ہوتا ہے۔ کہ اِس کے باپ دادا کا مختصر حال بیان کر دیا جائے ؛

سام بن نریمان

رُستم کے دادا کا نام سام تھا۔ سام کا باپ

یعنی رستم کا پردادا نریمان والئے سیستان بھی ایک بہادر اور شہزور سپہ سالار اور سیستان کا فرمانروا تھا۔ ایران کے مشہور بادشاہ ہوشنگ کی اولاد سے تھا۔ چنانچہ اُسی وقت سے سیستان میں اس خاندان کی سلطنت قائم تھی۔ نریمان فریدوں کی طرف سے بحیثیت سپہ سالار ایک مضبوط قلعہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا۔ کہ قلعہ سے ایک بہت بڑا پتھر گرنے سے دب کر مر گیا۔ نریمان کے بعد اس کا بیٹا سام اس کا جانشین مقرر ہوا +

جب سام منوچہر کو تخت نشین کر کے سیستان میں واپس آیا۔ تو اُس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ لیکن چونکہ اِس لڑکے کے بال بالکل سفید تھے۔ اور ایرانی ایسے بچے کو نہایت منحوس خیال کرتے تھے۔ اِس لئے ایک ہفتہ تک سام کو لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع نہ دی گئی آخر آٹھویں روز ایک دایہ نے ڈرتے

ڈرتے سام کو مطلع کیا۔ کہ لڑکا پیدا ہُوا ہے
جس کے بال بالکل سفید ہیں۔ سام یہ سُن کر
محل سرائے میں گیا۔ اور لڑکے کو دیکھ کر کانپ
اُٹھا۔ ساتھ ہی حُکم دیا کہ یہ سفید بالوں والا
منحوس کہیں اپنے ساتھ خاندان کی تباہی
کا باعث نہ ہو۔ اس لئے اسے کوہ البرز کی
چوٹی پر پہنچا دیا جائے۔ تاکہ ضائع ہو جائے۔
چُنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور غریب بچّے کو ماں
کی گود سے جُدا کرکے البرز کی چوٹی پر پہنچا
کر چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ جنگلی جانوروں کا شکار
بنے ؟

قدیم زمانہ میں بہت بڑے بڑے پرند دُنیا
میں موجود تھے۔ جن میں بعض کا قد اُونٹ
اور ہاتھی سے بھی بڑا ہوتا تھا۔ چنانچہ اِس
وقت بھی بعض مقامات سے ایسے پرندوں
کے پنجر مل رہے ہیں۔ اِسی قسم کا ایک پرندہ
جسے افسانہ نویس اور قدیم تاریخیں "سیمرغ"

نکلتی ہیں۔ اِس بچّے کو اُٹھا کر اَپنے گھونسلے میں لے گیا۔ اَور پرورش کرتا رہا۔

چند سال کے بعد سام نے ایک خواب دیکھا۔ داناؤں سے تعبیر پُوچھی۔ اُنہوں نے کہا۔کہ جس لڑکے کو آپ نے پہاڑ پر پھینک دِیا تھا۔ وُہ زندہ اَور سلامت ہے۔ بیٹے کی مُحبّت کے جوش میں سام اُسی وقت کوہ البرز کی طرف روانہ ہُوا۔ اَور بھاگ بھاگ جب اُس مقام کے قریب پُہنچا۔ جہاں بچّے کو چھوڑ گیا تھا۔ تو اُسے دُور سے پہاڑ کی چوٹی پر لڑکا پھرتا نظر آیا۔ باپ نے دَوڑ کر بیٹے کو گلے سے لگا لِیا۔ اَور خُدا سے اپنی گذشتہ حرکت کی مُعافی مانگ کر جو اُس نے بچّے کو ضائع کرنے کے خیال سے کی تھی۔ اُسے خُوشی خُوشی مکان پر لے آیا۔ ماں بیٹے کو دیکھ کر باغ باغ ہوگئی۔ سام نے بڑا جشن منایا۔ چونکہ اس لڑکے کے بال بُوڑھوں کی مانند سفید

تھے۔ اور فارسی زبان میں بوڑھے کو زال کہتے ہیں۔ اس لئے اس کا نام زال رکھا گیا۔

زال

سام نے زال کی تعلیم و تربیت اور فنونِ جنگ کی تکمیل کے لئے بڑے بڑے اُستاد مُقرر کئے۔ جنہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں اُسے نہایت قابل سپاہی بنا دیا۔ اور آدابِ شاہی اور امورِ سیاسی میں ماہر کر دیا۔ چنانچہ اِرد گِرد کے تمام علاقوں میں اُس کی بہادری اور شہزوری کا چرچا ہونے لگا۔

اِنہی دنوں ایران کی سرحد پر بغاوت ہو گئی۔ اور منوچہر شاہِ ایران نے باغیوں کی سرکوبی کے لئے سام کو فوج دے کر روانہ کیا روانگی کے وقت سام سیستان میں زال کو اپنا جانشین مُقرر کر گیا۔ زال سیستان کے گرد

و نواح کے علاقوں کی سیر کے لئے روانہ ہُوا
تاکہ سیاحت کے ذریعہ سے اپنی معلومات کو
وسیع کرے - پھرتے پھراتے زال کابل کی سرحد
میں داخل ہُوا - کابل کا فرمانروا اس زمانہ
میں مہراب تھا - مہراب اگرچہ ضحّاک کی اولاد
سے تھا - اور اسی وجہ سے اندرونی طور پر
شاہِ ایران سے اُسے عداوت بھی تھی - لیکن
چُونکہ اُس کی سلطنت ایران کے ماتحت تھی -
اِس لئے اُس نے زال کی بڑی آؤ بھگت
کی - اور نہایت خوشی سے اُسے اپنا مہمان
بنایا ؎

مہراب کی ایک نہایت خوبصورت اور
خوش جمال بیٹی تھی - جس کا نام رودابہ تھا -
اُس نے اپنے باپ سے اور محل کی عورتوں
سے زال کی بہادری اور شہزوری کے واقعات
سُنے - دُوسری طرف زال بھی کابل پہنچ کر
رودابہ کے بے نظیر حُسن کی شہرت سُن چکا

تھا۔ اِس لِئے یہ دونوں بغیر دیکھے ایک دُوسرے کے عاشق بن گئے ٭

رودابہ جانتی تھی۔ کہ اُس کا والد ایرانیوں سے خاندانی عداوت کے باعث زال سے اُس کی مُلاقات اور شادی منظور نہ کریگا۔ اِس لئے اُس نے پوشیدہ طور پر ایک عورت کے ذریعہ سے زال کو مُلاقات کا پیغام بھیجا۔ چونکہ زال کی بھی خود یہی خواہش تھی۔ اِس لئے اُس نے فوراً منظور کر لیا۔ اور رات کے وقت رودابہ سے مِلنے کے لئے روانہ ہُوا۔ محل کے قریب پُہنچا۔ تو رودابہ اِس کے اِنتظار میں چھت پر کھڑی تھی۔ رودابہ نہایت حسین تھی۔ اور اُس کے سر کے بال اِس قدر لمبے تھے۔ کہ اُس نے اَپنے بال نیچے لٹکا کر زال سے کہا۔ اِنہیں پکڑ کے اُوپر چڑھ آؤ! مگر زال کمند پھینک کر اُوپر چڑھ گیا۔ اور اُن میں شادی کا اِقرار ہو گیا ٭

جب رودابہ کے والدین کو معلوم ہُوا۔ تو وُہ سخت ناراض ہوئے۔ کیونکہ وُہ ضحاک کی اولاد ہونے کے باعث در پردہ ایرانیوں کے مخالف تھے۔ اور یہ بھی خوب جانتے تھے کہ شاہ ایران اس شادی کو ہرگز منظور نہ کرے گا ؎

ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مقام پر شاہانِ ایران اور ضحاک کے مختصر حالات درج کر دیئے جائیں ؎

شاہانِ ایران

ایران کا سب سے پہلا بادشاہ اور ایرانی قوم کا بانی کیومرث ہُوا ہے۔ بعض انگریز مؤرخین نے اِسے کیمُوس بھی لِکھا ہے۔ اِس نے بلخ کو پایۂ تخت قرار دے کر وحشی انسانوں کو شائستہ بنایا۔ اس کی فوج میں

شیر اَور چیتے بھی تھے - جو جنگ کے وقت دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے - جنگلی درندوں کا یہ رواج اُس کے کئی پُشت بعد تک بھی رہا - اِس زمانہ میں لوہے کے اوزار نہ تھے بلکہ لوہا ہی نہ تھا - جنگ میں پتھروں اور لاٹھیوں سے کام لیا جاتا تھا +

کیومرث کے بعد اُس کا پوتا ہوشنگ جو سیامک کا بیٹا تھا تخت نشین ہُوا - ایرانی قوم میں آگ کی پرستش اسی بادشاہ کے وقت سے شروع ہُوئی - ہوشنگ اَپنے چند مُصاحبوں کے ہمراہ شہر سے باہر سیر کر رہا تھا - کہ گھاس پھُوس میں سے ایک بڑا سیاہ سانپ نکل کر اُس پر جھپٹا - اس نے پتھر اُٹھا کر سانپ کو مارا - پتھر بجائے سانپ کے ایک دُوسرے پتھر پہ جا کر گرا - جس سے آگ کی چنگاریاں نکلیں - اِن چنگاڑیوں سے گھاس میں آگ لگ گئی - اَور سانپ جل کر

مر گیا۔ ہوشنگ نے آگ کو اپنا محافظ خیال کرکے اُس کی پرستش شروع کر دی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ آگ اور اُس کے سُلگانے کا طریق اِسی وقت سے لوگوں کو معلُوم ہُوا۔ اِسی بادشاہ کے وقت میں رہنے کے لئے مکانات بنے۔ اور لوہا برآمد ہُوا +

ہوشنگ کے بعد اُس کا بڑا بیٹا طہمُورس تو اُس کا جانشین قرار پایا۔ اور چھوٹا بیٹا سیستان کا فرمانروا بنایا گیا۔ چنانچہ رُستم اِسی کی اولاد سے تھا +

طہمُورس کے بعد جمشید تخت نشین ہُوا۔ شاہانِ ایران میں یہ بادشاہ نہایت مشہُور ہُوا ہے۔ اِس نے اپنی قوم اور مُلک کو بہت ترقی دی اور مہذّب بنایا۔ تلوار اُسی کے وقت میں اِیجاد ہُوئی۔ اور لوہے کے دیگر اوزار وغیرہ بنائے گئے۔ سُوتی۔ ریشمی اور اُونی کپڑا بھی اِسی بادشاہ نے تیّار کرایا۔ پُختہ

اینٹوں کا بنایا جانا اور سنگِ مرمر وغیرہ کا
تراش کر مکانوں میں اِستعمال ہونا اِسی کے
وقت سے شروع ہُوا۔ اور دیگر پیشیوں مُفید
چیزوں کے لئے جہاز۔ طبابت اور عطّاری
وغیرہ اِسی کی اِیجادیں ہیں۔ شراب اور اُس
کا اِستعمال بھی اِسی کے وقت سے شروع ہُوا
اِسی لئے شاعر بعض مقامات پر شراب کے
ساتھ جامِ جم اِستعمال کرتے ہیں۔ جم جمشید
کا مرخم ہے ؎

جمشید نے رعایا کو چار حِصّوں پر تقسیم کیا
پجاری۔ سپاہی۔ تاجر۔ کِسان۔ غرضکہ اِس
بادشاہ نے ملک و قوم کو بہُت ترقّی دی۔
اور مُہذّب بنا دیا۔ اُس وقت قریباً دُنیا
کی تمام قومیں بالکل وحشی تھیں۔ لیکن
ایران تہذیب و شائستگی میں بہُت بڑھا ہُوا
تھا۔ اور اپنی نظیر آپ تھا۔ جمشید کی رِعایا
پروری اور اِنصاف سے ملک میں امن و

امان اور خوش حالی کا دور دورہ تھا ۔

ایک عرصہ شان و شوکت سے حکومت کرنے کے بعد نمرود اور شدّاد کی طرح جمشید کا دماغ پھر گیا ۔ وہ خدائے بر تر کی ہستی کو بھول گیا ۔ اور ملکی و قومی ترقّی کا ذریعہ اپنی ہی ذات کو خیال کرنے لگا ۔ اب اُس نے عدل و انصاف اور لطف و کرم کی بجائے ظلم و ستم شروع کر دیا ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں رعایا اور امیر و وزیر اس کے ہاتھ سے تنگ آ گئے ۔ اور ملک میں بغاوتیں ہونے لگیں ۔

ضحّاک

ایران کی مغربی سرحد پر مرداس نامی ایک نیک بادشاہ حکمران تھا ۔ اور اُس کا خاندان بھی در اصل کیومرث کی اولاد سے تھا ۔

مرداس کو اس کے بیٹے ضحاک نے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ ایرانیوں نے جو جمشید کے ہاتھ سے نالاں تھے۔ ضحاک کو اُکسایا۔ کہ وہ ایران پر حملہ کر کے اُنہیں ظالم جمشید سے رہائی دِلائے۔ اگرچہ جمشید نے اُس وقت اپنی تمام بُرائیوں سے توبہ کر لی تھی۔ اور پہلے کی طرح نیک بننا چاہتا تھا۔ مگر رعایا اُس سے سخت بد دل ہو چُکی تھی۔ اور اُس کے ماتحت رہنے پر کوئی شخص بھی راضی نہ تھا۔

انجامِ جم

ضحاک کی فوج پھُرتیلے اور تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر لمبے لمبے نیزوں سے جنگ کرتی تھی۔ ضحاک نے ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ اور رعایا نے بھی جمشید کا ساتھ نہ دیا۔

ضحاک فتح مند ہُوا۔ اور جمشید شکست کھاکر بھاگ گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد پوشیدہ طور پر پھر ایران میں آیا۔ تاکہ رعایا کو اپنے ساتھ ملاکر دوبارہ تخت حاصل کرے۔ ضحاک کو اس کی اطلاع مل گئی۔ اُس نے جمشید کو گرفتار کراکے آرے سے چِروا دیا۔ کیومرث سے لیکر جمشید تک شاہانِ ایران کا پیشدادی دور کہلاتا ہے۔ اور اِن تمام بادشاہوں کو پیش دادی کہتے ہیں۔ اور اسی کو پیشدادی دور کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے۔

ضحاک کا ظلم و ستم

ایرانیوں کا خیال غلط ثابت ہُوا۔ کیونکہ ضحاک ایک تو پہلے ہی سخت ظالم تھا۔ دُوسرے اُس کے کندھوں پر گوشت کے دو سینگ سے نمودار ہوئے۔ جنہیں

عام افسانہ نویسوں نے سانپ لکھا ہے۔ مگر
در اصل وُہ گوشت کے سخت لوتھڑے تھے
گوشت کے یہ سینگ پھوڑوں کی طرح اُسے
سخت تکلیف دیتے تھے۔ ضحاک نے انہیں
کئی بار جڑ سے کٹوایا۔ مگر وُہ پھر نمُودار ہو
جاتے۔ ہر چند علاج کیا گیا۔ لیکن افاقہ نہ
ہُوا۔ گوشت کے یہ سینگ در اصل گوشت
خورِدہ کی قسم کے پھوڑے تھے۔ چُنانچہ
طبیبوں نے یہ تجویز نکالی۔ کہ نوجوان آدمی
کا مغز ان لوتھڑوں میں بھر دیتے۔ اور
جب تک مغز اُن میں موجُود رہتا۔ ضحاک
کو کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ اور وُہ نہایت آرام
سے تندرستوں کی طرح چین میں رہتا۔

اِن اِنسانی مغزوں کے حاصِل کرنے کے لئے
ضحاک ہر روز دُو نوجوان ایرانیوں کو ہلاک
کراتا تھا۔ بہُت جلد ضحاک کے اس ظلم و
ستم نے ایران میں قیامت برپا کر دی۔ اور

رعایا کا ہر فرد خوفزدہ نظر آنے لگا۔ رعایا کو اپنی طرف سے بدگمان دیکھ کر ضحاک کے دل میں خیال پیدا ہُوا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رعایا مجھ سے باغی ہو کر مجھے تخت سے اُتار دے۔ اور جمشید کی اولاد دوبارہ تخت پر قابض ہو جائے۔ اُس نے جمشید کے خاندان کے آدمیوں کو تلاش کر کرکے قتل کرنا شروع کر دیا۔

جمشید کا پوتا آبتین بھی کہیں جنگل میں ضحاک کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ جسے ضحاک نے قتل کرا دیا۔ لیکن آبتین کی بیوی فرزانق جو جزیرہ معین کے بادشاہ تیہور کی بیٹی تھی۔ اپنے تین ماہ کے بیٹے فریدوں کو لے کر بھاگ گئی۔ اور کہیں چھپ کر فریدوں کی پرورش کرنے لگی۔ اور جان کے خوف سے فریدوں کو ایک گوالے کے سپرد کر دیا۔ جس نے ایک گائے محض اِسے

دُودھ پلانے کے لئے وقف کر دی - اِسی لئے اِسے فریدُون گاؤ پرور کہتے ہیں -
جب فریدُون نوجوان ہُوا - تو باپ اور اپنے پردادا جمشید کا انتقام لینے اور ایران کا تخت دوبارہ حاصِل کرنے کے خیال میں محو رہنے لگا - کیونکہ وُہ بالکُل تنہا تھا - اور اُس کا کوئی ساتھی یا مددگار نہ تھا ؞

کاوا آہن گر

ایران میں اس وقت ضحاک کا ظلم و ستم انتہا پر پہنچ چُکا تھا - اور لوگ اُس کی جان کے دُشمن ہو رہے تھے - ایک شخص کاوا نامی لُہار کے پندرہ بیٹے ضحاک نے مغز حاصِل کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے ہلاک کر دِئے تھے - اور اَب اُس کا صرف ایک بیٹا باقی رہ گیا تھا - آخر ضحاک کا ایک

آدمی کاوا کے سولھویں بیٹے کو بھی ہلاک کرنے
کے لئے لے گیا۔ کاوا کو اب برداشت
کی تاب نہ رہی۔ اُس نے اپنی دھونکنی،
یعنی پھونکنے کی کھال کو جس سے لُہار بھٹی
سُلگاتے ہیں۔ ایک لمبے بانس پر باندھ کر
جھنڈا بنا لیا۔ اور عام بغاوت کا اعلان کر
کر دیا۔ ضحاک نے یہ خبر سُن کر اُس کے
بیٹے کو فوراً رِہا کر دیا۔ لیکن آن کی آن میں
ہزاروں ایرانی کاوا کے جھنڈے تلے جمع
ہو چکے تھے۔ کاوا نے فریدوں کو ڈھونڈھ
نکالا۔ جو خود بھی ایسے ہی موقع کے اِنتظار
میں تھا۔

ضحاک کی ہلاکت

فریدوں نے کاوا کی اِمداد سے ضحاک
پر حملہ کر دیا۔ ضحاک شکست کھا کر قید ہوگیا

فریدوں اُسے ساتھ لے کر کوہ دماوند پر پہنچا۔ اور ایک بڑا سا غار تلاش کر کے ضحاک کو لوہے کے قبضوں سے ایک چٹان کے ساتھ جکڑ کر اُس غار میں لٹکا دیا۔ جہاں وُہ کئی روز تک چیختا چلّاتا رہا۔ اور آخر اِسی طرح اُس کا کام تمام ہو گیا +

فریدُوں

ضحاک کو ہلاک کر کے فرِیدوں اِیران کے تخت پر بیٹھا۔ اور کاوا آہن گر کو اپنا وزیر مُقرّر کیا۔ فریدُوں نے ماں کو فتح کی خوشخبری بھیجی۔ اور اُسے اپنے پاس دارُالخلافہ میں بُلا لیا۔ اِسی بادشاہ سے شاہانِ اِیران کا "کیانی" دَور شرُوع ہوتا ہے +

درفش کاویانی

فریدوں نے کاوا کی دھونکنی کے جھنڈے کو مبارک خیال کر کے اُس پر جواہرات جڑوا دئے۔ یہی جھنڈا درفش کاویانی کے نام سے مشہور ہُوا۔ اور ہمیشہ ایران کے کیانی اور دیگر بادشاہوں کا مبارک نشان سمجھا جاتا رہا ایرانیوں کا خیال تھا۔ کہ جس جنگ میں درفش کاویانی ساتھ ہو۔ اُس میں ایرانی ضرور فتح یاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک بادشاہ اپنی طرف سے اُس پر جواہرات جڑواتا رہا۔ فریدوں سے ہزاروں سال بعد اس خاندان کے آخری بادشاہ یزدجرد کے وقت ساتویں صدی عیسوی میں جب مسلمانوں نے ایران کو فتح کیا۔ تو اُس وقت بھی درفش کاویانی موجود تھا۔ اور اُس پر اِس قدر جواہرات آویزاں تھے کہ اُس کی شکل جواہرات کے سرو کی مانند نظر

آتی تھی - چنانچہ فاروقِ اعظمؓ کے حکم سے
جھنڈا توڑ دیا گیا - اور اُس کے جواہرات کچھ
تو خزانۂ شاہی میں داخل ہوئے - باقی فاتح فوج
میں تقسیم کر دئے گئے ؏

سلم - تُور اَور ایرج

فریدُوں کے تین بیٹے تھے - اِس نے
اِن تینوں کی شادیاں شاہِ یمن کی تین شہزادیوں
سے کرکے ملک کو تین حِصّوں پر تقسیم کیا -
اَور ہر ایک بیٹے کو علیحدہ علیحدہ عِلاقے کا
حکمران مقرّر کیا - بڑے بیٹے سلمؔ کو مغربی علاقہ
دیا - منجھلے بیٹے تُور کو اُس مشرقی علاقے کا
حاکم مُقرّر کیا - جو چین تک پھیلا ہُوا تھا - چنانچہ
اِسی کے نام پر وُہ عِلاقہ ہزاروں سال تک
توران کے نام سے مشہُور رہا - اَور اَب چند
صدیوں سے اُسے تاتار کہا جاتا ہے - اَور سب

سے چھوٹے بیٹے ایرج کو جو باپ کی طرح نہایت
عقل مند۔ دانا۔ نیک اور عادل تھا۔ فریدوں
نے دار الخلافہ اور اُس کے متعلقہ علاقہ کا
فرمانروا مقرر کر کے اپنا جانشین قرار دیا۔

تور اور سلم کو یہ بات ناگوار گزری۔ اور
اُنہوں نے فریدوں کے پاس اعلانِ جنگ بھیجا
فریدوں نے ایرج کا ارادہ دریافت کیا۔ تو
اُس نے جواب دیا۔ کہ بھائیوں سے لڑنا بڑی
حماقت ہے۔ میں خود اُن کے پاس جا کر معافی
مانگتا اور مصالحت کی کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ
ایرج ایران سے روانہ ہو کر بھائیوں کے
پاس پہنچا۔ اُس نے ہر چند عاجزی اور مصالحت
سے کام لینے کی کوشش کی۔ مگر ظالم بھائیوں
نے اُسے قتل کر کے اُس کا سر صندوق میں
بند کیا۔ اور فریدوں کے پاس بھیج دیا۔ تور اور
سلم کی طرف سے جو آدمی صندوق لیکر آ رہے
تھے۔ اُن کی اطلاع فریدوں کو پہنچی۔ تو اُسے

خیال ہُوا کہ غالباً ایرج آ رہا ہے۔ وہ اُسے لینے کے لئے شہر سے باہر تک چلا گیا۔ لیکن جب طرف ایک صندُوق لا کر اُس کے سامنے رکھا گیا۔ تو اُس نے خیال کیا کہ بیٹیوں نے تحائف روانہ کئے ہیں۔ صندوق کھولنے پر جب فریدون کو ایرج کا سر نظر آیا۔ تو اُس نے ایک چیخ ماری۔ اَور پیارے بیٹے کا سر لیکر چھاتی سے لگا لیا۔ اَور محل کی طرف روانہ ہُوا محل کے دروازہ پر پُہنچ کر فریدُوں بیہوش ہوکر ہری ہری گھاس پر گر پڑا۔ اَور کئی روز تک وہیں بیہوش پڑا رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو اُس نے اَپنے پوتے یعنی ایرج کے بیٹے منوچہر کو باپ کا اِنتقام لینے کے لئے روانہ کیا ؛

منوچہر

منوچہر ہر باپ کی موت اور فریدوں کے

صدمے نے بڑا اثر کیا۔ وُہ فوج لیکر بپھرے ہُوئے شیر کی طرح تُور اور سلم پر حملہ آور ہُوا پہلے تُور شکست کھا کر مارا گیا۔ پھر سلم کو شکست فاش ہُوئی۔ اور وُہ بھی منوچہر کے ہاتھ سے قتل ہُوا۔ بوڑھے فریدوں کو اِس اِنتقام سے اطمینان حاصل ہُوا۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد فریدوں فوت ہو گیا۔ اور منوچہر تخت نشین ہُوا۔ اِس نے تخت پر بیٹھتے ہی منادی کرا دی۔ کہ مَیں اُس خدا کا جو تمام کائنات کا مالک ہَے۔ ناچیز غلام اور فرمانبردار بندہ بن کر اِنصاف سے حکومت کرونگا۔ چنانچہ زال کے متعلق ہم جس زمانہ کا واقع بیان کر رہے ہَیں۔ اُس وقت منوچہر ایران میں فرمانروا تھا۔ جو نہایت نیک اور عادل بادشاہ ہُوا ہَے ؏

زال اَور رودابہ

جب رودابہ کے والدین نے زال کے ساتھ اُس کی شادی کرنے سے اِنکار کر دیا۔ تو اُس نے زال کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ اَب کیا کرنا چاہیئے۔ زال نے اپنے باپ سام کے پاس قاصِد بھیج کر اِلتجا کی۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اس کی شادی رودابہ کے ساتھ کر دی جائے۔ سام بیٹے کے اِس اِنتخاب سے بہُت خوُش ہُوا۔ اَور اُس نے زال کو رودابہ سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔ جب رودابہ کو اِس کی اطلاع ہُوئی۔ تو اُس نے زر و جواہر نچھاور کیئے۔ اَور خبر لانے والے کو مالا مال کر دیا۔ مگر مِہراب یہ دیکھ کر بہُت برہم ہُوا۔ اُس نے رودابہ پر پابندیاں عائِد کر دیں۔ کیونکہ وُہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ ضحّاک کی نسل کا رِشتہ ایرانیوں سے ہو۔

زال کے اِس اِرادہ کی اِطلاع منُوچہر کو بھی ہو گئی - جس سے وُہ بہت رنجیدہ ہوُا - کیونکہ وُہ نہیں چاہتا تھا - کہ ایرانی رئیس ضحاک کی نسل میں شادیاں کریں - اُس کا خیال تھا کہ اگر ضحاک کی اَولاد کا ایرانیوں سے خَلا مَلا ہو گیا - تو ضرور ایک نہ ایک دِن ایران کی حکوُمت کے لئے خطرہ کا باعث ہو گا - منُوچہر نہایت دُور اندیش بادشاہ تھا - اُسے شک ہوُا کہ مہراب نے زال سے اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا جال اِس لئے پھیلایا ہے کہ اِس شادی کے ذریعہ سے وہ مُلک میں اپنا اقتدار بڑھا کر ایران کو پھر ضحاک کی اَولاد کے قبضہ میں لانا چاہتا ہے ؛

اِس خیال کا آنا ہی تھا - کہ منُوچہر نے فوراً سام کے نام حکم بھیجا - کہ شمالی ایران سے اپنی فوجیں ہٹا کر ایک دم کابُل پر حملہ کر دو - اور مہراب اور اُس کے خاندان کو

صفحۂ ہستی سے مٹا دو! سام بادشاہ کا یہ حکم پا کر فوج لئے کابل کی طرف روانہ ہوگیا۔ مہراب پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ رودابہ اور زال کی محبت اس پر ضرور تباہی لائے گی۔ اور اسی خیال سے وہ اِس رشتہ کو منظور نہ کرتا تھا۔ جب اُسے سام کے آنے کی اِطلاع ملی۔ تو وہ بہت خوفزدہ اور مایوس ہوا۔ مگر زال نے قسم کھا کر کہا۔ کہ جب تک میرے دم میں دم ہے۔ کوئی شخص کابل کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اُدھر رودابہ بھی نا اُمید ہوئی جاتی تھی۔ اور زال کی جدائی میں اُس کا حال غیر ہو رہا تھا۔ زال مطمئن تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ اُس کا باپ اُسے رودابہ سے شادی کرنے کی اجازت دے چکا ہے۔ اور وہ کبھی اپنے وعدہ سے نہیں پھریگا جب سام فوج لے کر کابل کے قریب پہنچا۔ تو زال اُس کی ملاقات کے لئے روانہ

ہُوا - باپ کی خدمت میں پُہنچ کر آداب بجا
لایا - اَور عرض کی کِہ میرے پَیدا ہوتے ہی
آپ نے خُدا کے حُکم کے خِلاف مجھے جنگل
میں پھینک دیا - اَور اَب جب کِہ مَیں نے
ہوش سنبھالا ہے - آپ پھر میرے اُوپر تباہی
لانا چاہتے ہیں - سام بیٹے کی گفتگو سے بُہت
مُتاثّر ہُوا - اَور اُس وقت کو یاد کرکے جب
زال کو بچپن میں جنگل میں پھینک دیا گیا تھا -
آبدیدہ ہو کر کہنے لگا - کِہ میں بادشاہ کے
حکم سے مجبُور ہو کر یہاں آیا ہُوں - اَب اِس
مشکِل سے رہائی حاصِل کرنے کی یہی تدبیر ہے
کِہ تُم خُود بادشاہ کی خدمت میں جاؤ - چُنانچہ
سام نے اپنے قاصد کے ہمراہ زال کو چند
سپاہی دے کر بادشاہ کی خدمت میں رَوانہ کر
دیا - اَور خود بمعہ اپنی فوج کے کابل کے
باغوں اَور مرغزاروں میں ڈیرے ڈال دِئے +
ایران کی بے شمار فوج دیکھ کر اَور سام

کا نام سُن کر مہراب کے چہرے پر ہوائیاں چھُوٹنے لگیں۔ اور اُسے یقین ہو گیا۔ کہ اب مُلک کی پامالی۔ اُس کی اور اُس کے خاندان کی تباہی میں کوئی کسر باقی نہیں۔ اُس نے یہ غصّہ بیوی اور بیٹی پر نکالنا چاہا۔ لیکن اُس کی بیوی دانا عورت تھی۔ وُہ اُس کی اجازت سے تحائف لیکر سام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ سام اُس کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور اپنے بیٹے زال کی وجہ سے تحائف بھی قبول کر لئے۔ اور اُسے یقین دلایا کہ وُہ کوئی بات ایسی نہ کرے گا۔ جو اُن کی مرضی کے خلاف ہوگی ؞

اِس بات سے مہراب کی تو جان میں جان آ گئی۔ مگر رودابہ کا حال نہایت ابتر تھا۔ وُہ بیم و رجا کی کشمکش میں بُرے طرح گرفتار تھی۔ کبھی تو اُسے اِس خیال سے اُمید پُوری ہوتی نظر آتی تھی۔ کہ جب سام اجازت دے چُکا ہے

تو ضرور زال سے اُس کی شادی ہو جائے گی۔
لیکن جب وُہ اِس بات پر غور کرتی ۔ کہ
منوچہر اِس کے خاندان کا دُشمن ہے ۔ اور
وُہ ہرگز اِس رشتہ کو قبول نہیں کرے گا۔ تو
نا اُمیدی سے اُس کا نازک دل پژمردہ ہو
جاتا ۔ اور پہروں اِسی سوچ میں پڑی رہتی ۔
اِس غم و اندوہ میں اُس کا عیش و آرام اور
کھانا پینا بھی چھوٹ گیا ۔ اور اُس کی حالت
نیم مُردہ کی سی ہو گئی ؛

زال دن رات سفر کرتا ہُوا دارُ الخلافہ
میں جا پُہنچا ۔ اُس کے پہنچتے ہی منوچہر نے
اُسے دربار میں طلب کیا ۔ نہایت مہربانی سے
پیش آیا ۔ اُسے ضیافت میں اپنے ساتھ
شامل کرکے دیر تک بات چیت کرتا رہا ۔ اور
اُس کے اخلاق و آداب سے بہت خُوش ہُوا۔
کھانے سے فارغ ہو کر زال اپنی قیام گاہ پر
پُہنچا ۔ دُوسرے روز صبح زال کے پہنچنے سے

پہلے بادشاہ نے اپنے دربار کے داناؤں سے کہا۔ کہ زال سے حل کرانے کے لئے پانچ معمے جو نہایت مشکل ہوں تیار کئے جائیں۔ چنانچہ جب زال دربار میں حاضر ہُوا۔ تو یہ پانچ معمے جو نظم میں تھے۔ اُسے حل کرنے کے لئے دئے گئے زال نے اِن معموں کو نہایت عقل مندی سے حل کر دیا۔ بادشاہ اور تمام اہلِ دربار نہایت خوش ہوئے۔ اور اُس کی قابلیت کی داد دینے لگے۔

زال نے بادشاہ کو خوش دیکھ کر رُخصت کی اِلتجا کی۔ لیکن بادشاہ نے جواب دیا۔ کہ کل تمہاری خوبیوں کا آخری امتحان ہو گا۔ اُس کے بعد تم چلے جانا۔ دُوسرے روز صبح زال کی بہادری اور سپہ گری کا امتحان لینے کے لئے شاہی محل کے میدان میں بڑے بڑے بہادر شہزدر۔ تجربہ کار اور مشہور پہلوان بُلائے گئے اور زال کو اُن سے مقابلہ کے لئے کہا گیا۔ یہ

صِرف زال کی جوانمردی کا امتحان نہ تھا۔ بلکہ اور اُس کی قِسمت کے فیصلے کا آخری پانسہ تھا۔ جو ڈالا گیا۔ نوجوان زال خدا کا نام لے کر مَیدان میں اُترا۔ اور تمام کرتبوں نیزہ بازی۔ تیر اندازی۔ گُرز کے فن اور شہسواری وغیرہ میں سب سے بازی لے گیا۔ جس سے بادشاہ۔ اُمرا اور تمام حاضرین حیران رہ گئے۔ اور زال کا لوہا مان گئے۔ بادشاہ نے نہایت خُوش ہو کر زال کی پیٹھ ٹھونکی۔ اور جواہرات سونا اور گھوڑے وغیرہ اِنعام میں دِئے۔ زال نے جُھک کر بادشاہ کے قدم چُومے اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا ؛

زال سے خُوش ہو کر منُوچہر نے اہلِ دربار کو مُخاطب ہو کر کہا۔ کہ مَیں نے سام کے بیٹے زال کی تمام درخواستیں منظُور کر لی ہَیں۔ اسی وقت نہایت تیز رَو قاصد بادشاہ کا پیغام لے کر سام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور دُوسرے

روز زال بھی بادشاہ سے اجازت لیکر چل دیا
جب رودابہ کو اِس کی اطلاع ملی۔ تو اُس
کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی ۔ اُس نے اِس
قدر زر و جواہر نچھاور کیا۔ کہ تمام مُلازم مالا
مال ہو گئے ۔ مہراب بھی اِس خبر سے بہت
مسرور ہُوا ۔ اُس نے آٹھ روز تک کابل میں
بڑا بھاری جشن منایا ۔ اَور آٹھویں روز ساز و
سامان کے اُونٹوں اَور سواری کے گھوڑوں
کے ہمراہ رودابہ سیستان کی طرف روانہ ہوگئی
اِسطرح اُس کی اَور زال کی منہ مانگی مُراد پُوری
ہُوئی ⁂

رستم کی ولادت

زال اَور رَودابہ کی شادی کے ایک سال بعد
مسیح سے قریباً یعنے چھ سو سال پہلے رودابہ کے
ہاں لڑکا پیدا ہُوا ۔ جس کا نام رستم رکھا گیا

رودابہ کو رُستم کے پیدا ہونے پر دردِ زِہ کی شدت سے ایسی تکلیف ہُوئی۔ کہ جاں کنی کی سی حالت ہو گئی۔ اور جب بچّہ پیدا ہُوا۔ تو اُس کے مُنہ سے رُستم نِکلا۔ یعنی مَیں نے رہائی پائی۔ بس اِسی سے اُس کا نام رُستم ہو گیا +

رُستم کا بچپن

رُستم چُونکہ بچپن ہی سے ایک شہزور۔ قدآور اور من چلا لڑکا تھا۔ اِس لئے اُسے بُہت چھوٹی عمر میں فنونِ جنگ وغیرہ کی تعلیم دی گئی۔ ابھی چند سال ہی کا تھا۔ کہ ایک مست ہاتھی سے اُس کا مُقابلہ ہو گیا۔ شاہی ہاتھی زنجیریں تُڑا کر شہر میں آگھُسا۔ اور بُہت سے اِنسانوں کی جان کا نُقصان کیا۔ شہر میں ایک قیامت برپا ہو گئی۔ لوگوں نے

گھروں کے کواڑ بند کر لئے۔ مگر ہاتھی کمزور مکانوں کے گرانے اور آدمیوں کا نقصان کرنے میں مصروف تھا۔ اتنے میں رستم کو اطلاع ملی۔ یہ مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ رودابہ نے اس کے لڑکپن کا خیال کر کے بہرچند روکنا چاہا۔ لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ اور گرز لے کر نکل آیا۔ جب بازار میں پہنچا۔ تو ہاتھی سے مقابلہ ہو گیا۔ وہ اسے دیکھ کر بڑھا مگر اس نے گرز کے پے در پے چند وار کر کے اسے حواس باختہ کر دیا۔ ہاتھی کا سر پھٹ گیا۔ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گرا۔ اور مر گیا۔ اس واقع سے تمام ملک میں رستم کی شہزوری کا چرچا ہونے لگا۔ اور اس کی بہادری کی دھاک بندھ گئی ۔

قلعہ سپند کی فتح

رستم نے سب سے پہلا حملہ قلعہ سپند پر کیا۔ یہ شہر ایک پہاڑ کے دامن میں واقع تھا۔ اور اس کے گرد نہایت مضبوط فصیل اور قلعہ تھا۔ اور بڑے بڑے طاقت ور پہلوانوں کی ایک زبردست فوج اس کی حفاظت پر مامور تھی۔ رستم نے یہاں بڑی حکمتِ عملی سے کام لیا۔ اپنے تمام ہمراہیوں کو نمک کی بوریوں میں چھپا کر اونٹوں پر لاد لیا۔ اور خود ایک ساربان کی طرح مہار پکڑے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ دروازہ پر پہرہ داروں نے جب دریافت کیا۔ کہ اونٹوں پر کیا ہے۔ تو رستم نے جواب دیا۔ کہ نمک ہے۔ جسے فروخت کرنے کے لئے یہاں لایا ہوں۔ چونکہ اس شہر میں نمک کی سخت ضرورت تھی۔ جو ایک عرصہ سے ختم ہو چکا

تھا۔ اور بوجہ جنگ باہر سے نہ آسکتا تھا۔ شہر کے محافظ نمک کے لالچ سے رستم کے ساتھ نہایت ہمدردی سے پیش آئے۔ اور چونکہ اس زمانہ میں جنگ کے موقعوں پر ایسی حکمتِ عملیوں سے کام نہ لیا جاتا تھا۔ یا لوگوں میں ایسی حکمتِ عملیوں سے کام لینے کی اہلیّت نہ تھی۔ اس لئے کسی کو شبہ تک نہ ہوا۔ کہ اونٹوں پر بجائے نمک کے جنگجو سپاہی ہیں۔ یہ لوگ نمک حاصل کرنے کے لئے رستم کے ہمراہ ہو لئے۔ سرائے میں پہنچ کر رستم نے کہا۔ کہ اب رات ہو چکی ہے۔ اس لئے نمک صبح کھولا جائے گا۔

جب تمام لوگ رخصت ہو گئے۔ تو آدھی رات کے وقت رستم نے اپنے آدمیوں کو بوریوں سے نکالا۔ اور ایک دم حملہ کر دیا۔ بازاروں میں سخت خونریز جنگ ہوئی

لیکن رستم کے مقابلہ کی تاب کوئی نہ لا سکا۔
سپند کا حاکم اور محافظ فوج سب مارے
گئے۔ اور سپند فتح ہو گیا۔ جب رستم فتحیاب
ہو کر سیستان پہنچا۔ تو رودابہ نہایت
خوش ہوئی۔ اور بیٹے پر زر و جواہر نثار
کئے۔ سام کو اس کی اطلاع ملی۔ تو
اُس نے رستم کے واسطے خلعت اور سواری
کے لئے ایک خاص گھوڑا روانہ کیا۔

نوذر

انہی دنوں منوچہر کا اِنتقال ہو گیا۔ اور
اُس کا بیٹا نوذر تخت نشین ہُوا۔ بعض
انگریز مؤرخوں نے اسے نیوڈر لکھا ہے۔
اس بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی ایسا
ظلم و ستم شروع کیا۔ کہ دربار کے اُمرا
اس کے مخالف ہو گئے۔ اور رعایا بھی اُس

کی سختی سے تنگ آ کر بغاوت پر آمادہ ہو گئی۔ سام اُس وقت سرحدی جنگوں میں مصروف تھا۔ نوذر نے اُسے پیغام بھیجا۔ کہ دارُ الخلافہ میں پہنچ کر امن قائم کرے۔ سام اگرچہ نوذر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ مگر سلطنت کی تباہی کو بھی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اِس لئے تعمیل حکم میں دارُ الخلافہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سام اگرچہ بُوڑھا ہو چکا تھا۔ لیکن ایرانی اُسے نہایت عزّت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور قوم و مُلک کی پُشت و پناہ خیال کرتے تھے۔ اور بادشاہ سے بڑھ کر اُس کے ساتھ مُحبّت رکھتے تھے۔

سام ابھی دارُ الخلافہ میں نہ پُہنچا تھا۔ کہ دربار کے اُمرا اور وزراء اُسے راستہ ہی میں جا ملے۔ اور ایران کا تاج اُسے پیش کیا۔ لیکن سام جیسا سلطنت کا وفادار

نمک حلال - بہادر - جوانمرد اور شریف آدمی اِس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا - اُس نے بادشاہ بننے سے اِنکار کیا - اور دارُ الخلافہ میں پہنچ کر امن قائم کر دِیا - نوذر کو لعنت ملامت کی - اور رعایا کو بھی سمجھا بجھا کر اور تسلّی دے کر اُس کی اطاعت پر آمادہ کرلیا - چنانچہ نوذر نے بغاوت کے خوف اور سام کے کہنے سُننے سے ظلم میں کسی قدر کمی تو کر دی - لیکن رعایا اور اہلِ دربار اِس سے مُطمئن نہ تھے ؎

افراسیاب

اگرچہ منوچہر نے تور کو قتل کر کے تُوران کا علاقہ سلطنت ایران میں شامل کر لیا تھا - لیکن وہاں تُور کی اولاد ہی حُکمران رہی - اور آہستہ آہستہ اپنی طاقت بڑھاتی

گئی - ایرج کے قتل اور منوچہر کے اِنتقام نے دونو حکومتوں کے دِلوں میں عداوت نفرت اور حقارت کی ایک گہری خلیج قائم کر دی تھی - اور اگرچہ اِن دونو ممالک پر فریدوں ہی کی اولاد حکمران تھی - مگر انتقام کے جذبہ اور باہمی رقابت نے انہیں بالکل جُدا کر دیا تھا - یہاں تک قومیت بھی علیحدہ ہو چکی تھی - منوچہر اور اُس کے آباء و اجداد کی اولاد تو بدستور ایرانی ہی کہلاتی رہی - لیکن تُور کی اولاد تُورانی یا تُرک کہلانے لگی - منوچہر کی وفات کے وقت تُور کی اولاد سے ایک نہایت زبردست اور بہادر بادشاہ افراسیاب تُوران میں حُکمران تھا - افراسیاب نے جب نوذر کے ظُلم سے سلطنتِ ایران کے جوڑ بند ڈِھیلے ہوتے دیکھے - تو اُس نے ایران پر حملہ کرکے نوذر کو قتل کر دیا - سام اُس وقت

فوت ہو چکا تھا ۔ اور زال و رستم سیستان میں تھے ۔ جب زال کو اس کی اطّلاع ہوئی ۔ تو وہ فوراً سیستان سے روانہ ہو کر ایران پہنچا ۔ اور افراسیاب کو شکست دے کر بھگا دیا ۔

طہماسپ

نوذر کے مارے جانے کے بعد اگرچہ رعایا اور اُمرا کی یہی خواہش تھی ۔ کہ زال کے سر پر تاج رکھ کر اُسے ایران کا بادشاہ بنایا جائے ۔ لیکن زال نے اِس بات کو منظور نہ کیا ۔ اور سلم کے بیٹے یعنی فریدوں کے پوتے طہماسپ کو تختِ سلطنت پر بٹھایا ۔ یہ بادشاہ نہایت نیک اور عادل تھا ۔ اس نے رعایا کے ساتھ ایسا اچھا سلوک کیا ۔ کہ وہ نوذر کے ظلم کو بھول گئی ۔ پانچ

سال حکومت کرنے کے بعد اُس کا اِنتقال ہو گیا ؂

گرشاسپ

طہماسپ کے بعد اُس کا بیٹا گرشاسپ تخت نشین ہُوا۔ اُس کے عہد میں افراسیاب نے ایران پر پھر حملہ کیا۔ اِس جنگ میں رُستم بھی پہلے پہل اپنے رخش پر سوار ہو کر شریکِ جنگ ہُوا ؂

رخش

رُستم کے گھوڑے کا نام رخش تھا۔ فارسی میں سُرخ و سفید ملے ہُوئے رنگ کو رخش کہتے ہیں۔ چُونکہ رُستم کے گھوڑے کا یہی رنگ تھا۔ اِس لیئے رُستم نے اُس کا نام

رخش رکھا۔ جس طرح رُستم بہادری اور شہزوری میں دُنیا میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ اُسی طرح اُس کے رخش کا بھی دُنیا میں جواب نہ تھا۔

گرشاسپ کی موت

گرشاسپ اِس جنگ میں مارا گیا۔ اور ملک و فوج بغیر بادشاہ کے رہ گئے۔ اگرچہ بادشاہ کا میدانِ جنگ میں مارا جانا شکستِ فاش سمجھا جاتا تھا۔ اور فوج بادشاہ کے مرتے ہی بھاگ کھڑی ہوتی تھی۔ مگر رُستم کی موجودگی کے باعث نہ تو فوج بے دِل ہُوئی۔ اور نہ ہی دُشمن کو آگے بڑھنے کی جُرأت پڑی۔

کیقباد

گرشاسپ کے مرتے ہی رُستم کوہِ البرز

کی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں فریدوں کی نسل کا ایک شہزادہ کیقباد مُقیم تھا۔ رُستم اُسے ہمراہ لے آیا۔ زال نے اُس کے سر پر تاج رکھا۔ اور میدانِ جنگ میں لا کر کھڑا کر دیا۔ کیقباد کے آتے ہی رُستم نے ایک زبردست حملہ کرکے افراسیاب کے اکثر بڑے بڑے پہلوانوں کو تہس نہس کر دیا۔ افراسیاب کو یہ حال دیکھکر اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اُس نے فوراً صُلح کی درخواست کر دی۔ اور اِس طرح جان بچا کر توران کو واپس چلا گیا۔ جہاں عرصہ دراز تک ایران کی طرف مُنہ کرنے کی اُسے جُرأت نہ ہُوئی +

کیکاؤس

کیقباد کئی سال تک نہایت امن سے حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اور

اس کے بعد اُس کا بیٹا ایران کا مشہور بادشاہ
کیکاؤس تخت نشین ہُوا - یہ بادشاہ نہایت
وہمی - کمزور طبیعت اور بیوقوف تھا - اسے
اور اس کے سالہا سال کے عہدِ حکومت کو
جس قدر بھی شہرت حاصل ہے - وُہ صرف
رُستم کی شہزوری - بہادری اور کارناموں کی
وجہ سے ہے +

سیاوش

گیوؔ اور طُوس ایران کے بہادر پہلوان
چند ہمراہیوں کے ساتھ جنگل میں شکار کھیل
رہے تھے - کہ انہیں درخت کے نیچے بیٹھی
ہُوئی ایک نَو عُمر اور خوبصُورت عورت ملی -
جس کا لِباس نہایت قیمتی تھا - اور جواہرات
کے زیور پہنے ہُوئے تھی - یہ دونو پہلوان
آپس میں جھگڑنے لگے - طُوس کہتا تھا - کہ

پہلے مَیں نے اُسے دیکھا ہے۔ اور مَیں ہی سب سے پہلے اِس کے پاس پہنچا ہُوں۔ اور گیو کہتا تھا۔ کِہ ایران میں سب سے بہادر مَیں ہُوں۔ میری موجُودگی میں تمہارا اِس پر کوئی حق نہیں۔ جب کِسی طرح فیصلہ ہوتا نظر نہ آیا۔ تو یہ دونو اِس عورت کو کیکاؤس کے پاس لے گئے۔ تا کِہ وُہ اِس بات کا فیصلہ کرے۔ کِہ اِس عورت کا حق دار کون ہے۔

جب اِس حسین عورت نے بیان کیا۔ کِہ مَیں فریدوں کی نسل سے ایک شہزادی ہُوں۔ اور کِسی خانگی جھگڑے کی وجہ سے اپنے والدین سے ناراض ہو کر جنگل میں چلی آئی تھی۔ تو کیکاؤس نے اُسے اپنی ملکہ بنا لیا۔ اور گیو اور طوس کو ایک ایک تاج اور دس دس گھوڑے انعام میں دے دِئے۔

کچھ عرصہ کے بعد اُس شہزادی کے ہاں ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہُوا۔ جس کا نام سیاوش رکھا گیا۔ سیاوش ابھی بچہ ہی تھا۔ کہ اُس کی والدہ کا اِنتقال ہو گیا۔ کیکاؤس نے سیاوش کو سیستان میں رُستم کے پاس بھیج دیا۔ تاکہ رُستم کی تربیّت میں پرورش پاکر اُس کے بعد ایران کا زبردست محافظ ثابت ہو۔ رُستم سیاوش کو بچوں کی طرح پرورش کرتا۔ اور فنونِ جنگ کی تعلیم دیتا رہا۔ اُسے سیاوش کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح محبّت تھی ؎

ماژندران

ماژندران کا عِلاقہ نہایت سرسبز و شاداب سبزہ زاروں اور باغوں سے پٹا پڑا تھا۔ لیکن اس عِلاقہ کے باشندے عام اِنسانوں

سے قد میں بُہت بڑے ۔ طاقتور ۔ مضبُوط
اور خُونخوار تھے ۔ عام آدمیوں کو صرف
ہاتھوں سے توڑ مروڑ اور کُچل کر رکھ دینا اُن
کے نزدیک معمُولی سی بات تھی ۔ اِس لئے ایرانی
اور دُوسرے مُلکوں کے لوگ اُنہیں دیو کہتے
اور اُن کے سایہ سے بھی بھاگتے تھے ۔ اِسلئے
کوئی بادشاہ اُن کے مُلک کی طرف مُنّہ نہ کرتا
اور کِسی بہادر کو اُن سے لڑنے کا حوصلہ نہ
ہوتا تھا ؛

کیکاؤس کا حملہ مازندران پر

کیکاؤس نے مازندران کو فتح کرنے کے
اِرادہ سے زال کو طلب کِیا ۔ اس نے اپنی
ضعیفی کا عُذر کرتے ہُوئے بادشاہ کو بھی اِس
اِرادہ سے منع کیا ۔ مگر بادشاہ نے زال کے
کہنے کی پرواہ نہ کی ۔ اور اپنی ہٹ پر قائم

رہا۔ اور ساتھ ہی زال کو کہا۔ کہ اگر میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔ تو میرے بعد میرے قائم مقام بن کر حکومت کرو! زال نے اسے بھی منظور نہ کیا۔ اور سیستان کو روانہ ہوگیا۔ بادشاہ فوج لے کر ماژندران کی طرف چل دیا۔

کیکاؤس کی گرفتاری

کیکاؤس کا بہادر سپہ سالار گیو ماژندران کی عام سرحدی فوج کو شکستیں دیتا ہوا شاہِ ماژندران کے دروازے پر جا دھمکا۔ شاہِ ماژندران نے اپنی دیو ساہ فوج کے سپہ سالار کو طلب کیا۔ جو دوسری سرحد پر فوج لئے پڑا تھا۔ حکم پاتے ہی سپہ سالار بارہ ہزار فوج لے کر ماژندران میں آ پہنچا۔ اور کیکاؤس کی تمام فوج کو کچل کر رکھ دیا۔ بادشاہ اور گیو کو گرفتار کرکے قید کر دیا گیا۔ گرفتاری کے

وقت کیکاؤس نے ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعہ سے زال کو پیغام بھیجا۔ کہ یہاں پہنچ کر مجھے رہائی دلاؤ! زال یہ پیغام سُن کر نہایت رنجیدہ ہُؤا۔ خود تو ضعیفی کی وجہ سے نہ جا سکا۔ مگر رُستم کو بادشاہ کی امداد کے لئے روانہ کر دیا +

ہفت خوانِ رُستم

ہفت خوانِ رُستم اُس کا وُہ مشہور و معروف سات منزلہ اور ہفت روزہ سفر کہلاتا ہے۔ جس میں سیستان سے ماژندران پہنچ کر اُس نے کیکاؤس کو رہائی دلائی تھی۔ سیستان سے ماژندران عام راستہ سے تو کئی ہفتوں کا سفر تھا۔ لیکن رُستم اِس خیال سے کہ کہیں اہلِ ماژندران زیادہ وقفہ ملنے سے بادشاہ کو قتل نہ کر دیں۔ اِس نزدیک راہ

سے روانہ ہُوا - جو ہفت خوان کے نام سے
مشہور ہے - یہ رستہ درندوں - اژدہوں اور
دیگر مُوذی جانوروں کے باعث اِس قدر
خطر ناک تھا - کہ کئی آدمی مل کر بھی اُدھر
سے گزرنے کی جُرأت نہ کرتے تھے - اور
اگر کوئی بہادر چلا بھی جاتا - تو وُہ زندہ
واپس نہ آتا تھا ۔

رُستم بڑے پُر خطر راستوں اور گھنے
جنگلوں سے پہلی منزل طے کرکے شام کو
ایک چشمہ کے کنارے پہنچا - جہاں شِکار
کرکے گوشت بھون کر کھایا - اور سو گیا -
اِس جنگل میں بڑے بڑے قد کے شیر ببر
تھے - آدھی رات کے وقت ایک خوفناک
شیر سوئے ہُوئے رُستم پر حملہ آور ہُوا - مگر
رخش نے اُس کا حملہ روک کر اپنے اگلے
کھُروں سے شیر کا سر کچُل دیا - رُستم کے
بیدار ہونے تک شیر مر چُکا تھا ۔

دُوسری صبح کو رُستم پھر روانہ ہُوا۔ رستہ نہایت دُشوار گزار اور تمام منزل میں پانی کا کہیں نام نہ تھا۔ رُستم تمام دن پیاسا سفر کرتا رہا۔ شام کے قریب پیاس سے اُس کی حالت خراب ہو گئی۔ اور دم لبوں پر آ گیا۔ مگر یہ رخش کو بڑھائے چلا گیا۔ آخر شام کے وقت چشمہ نظر آیا۔ جہاں رُستم نے پانی پیا۔ رخش کو بھی پلایا۔ اور اُسے گھاس چرنے کے لئے چھوڑ کر تیر سے ایک گور شکار کیا۔ چقماق سے آگ جلا کر کباب بھُونے اور کھا کر سو گیا۔ اِس جنگل میں بڑے بڑے اژدہے تھے۔ جو آدمی۔ گھوڑے وغیرہ کو سالم ہی نگل جاتے تھے۔ کچھ رات گئے ایک ایسا ہی اژدہا نمُودار ہُوا۔ جو قریباً اسّی گز لمبا تھا۔ رخش نے ہنہنا کر رُستم کو جگا دیا۔ رُستم جھٹ رخش پر سوار ہو کر اژدہا پر حملہ آور

ہُوا۔ اَور بڑی مُشکل سے اُسے ہلاک کیا؞
تیسری منزل طے کر کے شام کو رُستم نے
ایک چشمہ پر قیام کیا۔ اِتنے میں ایک
نہایت حسِین عورت آ کر رُستم کے پاس بیٹھ
گئی۔ اَور گانے لگی۔ رُستم اُس کی خُوِش
آوازی سے مست ہو کر جھُومنے اَور خُدا کی
تعریف کرنے لگا۔ جُونہی اِس نازنین نے
خُدا کی تعرِیف سُنی۔ اُس کا رنگ زرد ہوگیا
اَور کانپنے لگی۔ رُستم نے یہ حال دیکھ کر
اُسے چوٹی سے پکڑ لیا۔ اَور دریافت کیا۔
کِہ تُو کَون ہَے۔ اَور یہاں کیوں آئی ہَے۔
اُس نے جواب دیا۔ کِہ مَیں علاقہ کی ساحرہ
ہُوں۔ جو شخص بھُولا بھٹکا اِدھر آ نکلے۔ مَیں
اُسے زندہ جانے نہیں دیتی۔ رُستم نے
اُسے خنجر سے ہلاک کر دیا۔ اَور خُودِ سو گیا؞
چوتھی منزل میں جنگل ایسا گھنا اَور پُر خطر
تھا۔ کِہ تمام دن سُورج تک نظر نہ آیا۔

شام کو رُستم ایک چشمہ پر پہنچ کر سو گیا۔
اِتنے میں ایک مضبوط شخص نے آ کر اُسے
پاؤں کی ٹھوکر سے جگا دیا۔ اور کہا۔ کہ
یہاں سے فوراً بھاگ جاؤ! اگر اِس علاقہ کے
حاکم "اولاد" کو خبر ہو گئی۔ تو تمہاری تِکّا بوٹی
کر دے گا۔ مَیں اُس کا دشت بان ہوں۔
اَور رحم کھا کر تمہیں یہ مشورہ دیتا ہوں۔
رُستم اُٹھا اور اُس کے دونو کان کاٹ کر
ایک اَیسا چپت رسید کیا۔ کہ اُس کے ایک
طرف کے تمام دانت ٹوٹ گئے۔ دشت
بان بھاگتا ہُوا اَولاد کے پاس گیا۔ اَولاد
اُسی وقت اپنی فوج سے رُستم پر حملہ آور
ہُوا۔ رُستم نے رخش پر سوار ہو کر تلوار ہاتھ
میں لی۔ اَور اولاد کی تمام فوج کا صفایا
کر دیا۔ اَولاد بھاگا۔ رُستم نے کمند پھینک کر
اُسے گرفتار کر لیا۔ اَولاد نے عاجزی اِختیار
کی۔ رُستم نے اِس شرط پر اُس کی جان بخشی کی

کہ وُہ مازندران تک اُس کی رہنمائی کرے ۔ پانچویں روز رُستم کو ساتھ لے کر روانہ ہُوا۔ تمام دِن اور آدھی رات تک سفر کرتا رہا۔ آخر دُور سے ایک پہاڑی کی چوٹی پر آگ جلتی نظر آئی۔ رستم کے دریافت کرنے پر اَولاد نے بتایا۔ کہ یہی مقام مازندران کا دروازہ ہے۔ اَور ان دیو سار بہادروں کا یہ قاعِدہ ہے۔ کہ رات کو آگ روشن رکھتے ہیں۔ رُستم آرام لینے کے لِئے وُہیں ٹھیر گیا۔ اور رات بھر خُوب سویا کِیا ۔

چھٹے روز صُبح رُستم اَولاد کے ہمراہ آگے بڑھا۔ اَولاد نے رُستم سے کہا کہ یہ نہایت خطرے کا مقام ہے۔ کیونکہ یہاں ایک بڑا بہادر اَور قوی ہیکل ارژنگ پہلوان ہے۔ جِسے "ارژنگ دیو" کہتے ہیں۔ اِس سے کوئی اِنسان مُقابلہ نہیں کر سکتا۔ اَور

اُس کے ماتحت ایسے ہی پہلوانوں کی ایک فوج ہے۔ رُستم ارژنگ کا مقام دریافت کر کے وہاں پہنچا۔ ارژنگ رُستم کو دیکھ کر جھٹ خیمہ سے باہر آگیا۔ اور دونو ہاتھ پیچھے سے ڈال کر رُستم کو کمر سے پکڑا تاکہ زمین پر پٹک کر اُس کی ہڈیاں چُور چُور کر دے۔ رُستم نے دائیں ہاتھ سے ارژنگ کے سر کو اِس زور سے جھٹکا دیا کہ وُہ لڑکھڑاتا ہُوا رُستم کے آگے زمین پر آگرا۔ رُستم نے فوراً تلوار نکال کر اُس کا سر کاٹ دیا۔ ارژنگ کے سر کو رُستم نے اُس کی فوج کے کیمپ کے درمیان پھینکا۔ فوج نے جب اپنے بہادر سردار کا کٹا ہُوا سر دیکھا۔ تو ایسی بھاگی۔ کہ کسی نے مُڑ کر بھی نہ دیکھا۔

یہاں سے فارغ ہو کر رُستم اولاد کی رہنمائی سے وہاں پہنچا۔ جہاں کیکاؤس

زنجیروں میں جکڑا ہُوا قید تھا۔ محافظ تمام
سو رہے تھے۔ رُستم بادشاہ سے جا کر بغل
گیر ہُوا۔ اور اُسے رِہا کرنے کے لئے
زنجیریں کاٹنے لگا۔ اِتنے میں محافظ جاگ
اُٹھے۔ اور رُستم کو چاروں طرف سے گھیر لیا
اِن محافظوں کا سردار جو ایک قوی ہیکل
پہلوان تھا۔ رُستم سے لڑنے کے لئے آگے
بڑھا۔ لیکن جب رُستم نے اُسے بتایا کہ
مَیں ارژنگ کو قتل کر آیا ہُوں۔ اور اَب
تمہارے مُلک کے سب سے بڑے پہلوان
سے لڑنا چاہتا ہُوں۔ جیسے تم سفید دیو کہتے
ہو۔ تو یہ سُن کر وُہ جھجک گیا۔ اُسنے اپنے
ماتحتوں کو رُستم کے ساتھ لڑنے سے باز
رکھّا۔ اور جتنے ایرانی قید تھے۔ اُنہیں
رہا کر کے کہنے لگا۔ کہ اگر تم سفید دیو کو
زیر کر لوگے۔ تو ہم سب تمہاری اطاعت
قبول کر لیں گے ؛

ساتویں روز رُستم کیکاؤس کو وہیں چھوڑ کر اَولاد کے ساتھ سفید دیو کی طرف رَوانہ ہُوا ۔ شام کو اُسے کچھ فاصلہ پر بے شمار فوج نظر آئی ۔ اَولاد سے دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ یہ لوگ رات بھر جاگتے ۔ اور صبح سے شام تک سوئے رہتے ہیں ۔ چُنانچہ رُستم نے رات اُسی جگہ بسر کی ۔ اور صبح سفید دیو کی فوج میں جا پہنچا ۔ اور تلوار کھینچ کر قتلِ عام شروع کر دیا ۔ فوج میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ۔ اور اُن قوی ہیکل دیو نُما پہلوانوں کی فوج نے مُتّفق ہو کر رُستم پر حملہ کر دیا ۔ مگر جو بھی سامنے آتا رُستم اُسے مُولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیتا ۔ غرض تھوڑی دیر میں کُشتوں کے پُشتے لگ گئے ۔ اور جو زندہ رہے ۔ وُہ جان بچا کر بھاگ گئے ؂

یہاں سے فارغ ہو کر رُستم سفید دیو کی

قیام گاہ کی طرف روانہ ہُوا۔ یہ شخص اِن دیو سار اِنسانوں سے بھی بہت قد آور اور شہزور تھا۔ چونکہ اپنی قوم کے تمام لوگوں سے اُس کا رنگ زیادہ گورا تھا۔ اِس لئے اُسے سفید دیو کہتے تھے۔ سفید دیو رُستم کو دیکھ کر باہر نِکلا۔ رُستم بھی اُس کا قد و قامت دیکھ کر مُتفکر ہُوا۔ اور خیال کِیا کہ اِس قدر قد آور اور لمبے بازوؤں والے بہادر سے شمشیر زنی کرنا بے فائدہ ہی نہیں۔ بلکہ خطرہ کا باعث ہے۔ اِس لئے رُستم نے خنجر سے اُس پر حملہ کِیا۔ اُس کا قد اس قدر دراز تھا۔ کہ رُستم اپنے خنجر کا زخم اُس کی ران سے اُوپر نہ پہنچا سکا۔ سفید دیو نے رُستم کو پکڑ کر نیچے دبا لیا۔ اور زور کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب رُستم کی نظر زمین پر پڑی۔ تو اُس نے دیکھا۔

کہ زمین خون سے تر بتر ہے - چُنانچہ اُس نے اندازہ لگایا کہ خنجر کا زخم کاری لگا ہے - چُنانچہ رُستم کا حوصلہ بڑھ گیا - اور زور کرکے ایک دم اُٹھا - دیو سے علیحدہ ہوتے ہی اُسے کمر سے پکڑ کر زمین پر دے پٹکا - اور خنجر سے اُس کا سینہ چاک کر دیا +

اِس کے بعد رُستم نے شاہِ ماژندران کے قلعہ پر حملہ کرکے اُسے فتح کر لیا - شاہِ ماژندران بھی رُستم کے ہاتھوں مارا گیا - ماژندران کی فتح کو مکمل کرکے رُستم سیستان کی طرف روانہ ہُوا - اور کیکاؤس فتح کے شادیانے بجاتا ہُوا اپنے پایۂ تخت کی طرف چلا گیا - اِس کے چند دنوں کے بعد زال کا سیستان میں اِنتقال ہو گیا +

جنگِ رُوم

کیکاؤس ابھی دارُ الخلافہ میں بھی پُہنچنے نہ پایا تھا کہ راستہ ہی میں قاصِدوں نے اطلاع دی کہ رُوم کے بادشاہ نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔ اَور اِس علاقہ کی تمام رعایا باغی ہو گئی ہے۔ کیکاؤس اِس خبر سے بُہت گھبرایا۔ اَور ایک جرّار لشکر لے کر شاہِ رُوم پر حملہ آور ہُوا۔ ایرانی فوج کے پہنچتے ہی شاہِ رُوم کے چھکّے چھُوٹ گئے۔ اَور ایک معمُولی لڑائی کے بعد اُس نے زیر ہو کر صُلح کی درخواست کر دی۔ اَور بدستور باجگزار رہنے کا اِقرار کیا۔ کیکاؤس نے اِس شرط پر صُلح کی درخواست منظُور کر لی۔ کہ شاہِ رُوم اپنی حسین بیٹی سودابہ کی شادی اُس سے کر دے۔

کیکاؤس اور سودابہ

شاہِ رُوم کو سودابہ سے بہُت محبّت تھی اور وُہ اُسے جُدا نہ کرنا چاہتا تھا ۔ لیکن خُود سودابہ کی یہ خواہش تھی ۔ کہ وُہ شاہِ ایران جیسے جلیل القدر بادشاہ کی ملکہ بنے شاہِ رُوم نے ہر دو جانب سے مجبُور ہوکر آٹھ روز شادی کا جشن منانے کے بعد سودابہ کو لونڈی ۔ غلام ۔ اُونٹ ۔ گھوڑے اور دیگر ساز و سامان کے ساتھ کیکاؤس کی قیام گاہ میں روانہ کر دیا ۔ جب سودابہ جا چکی ۔ تو شاہِ رُوم نے بیٹی کی جُدائی سے بیقرار ہوکر کیکاؤس کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے محل میں آکر دعوت قبول کیجئے ! لیکن سودابہ نے اُسے مطلع کیا ۔ کہ اِس میں دھوکہ معلُوم ہوتا ہے ۔ آپ ہرگز یہ دعوت قبول نہ کریں ۔

کیکاؤس کی گرفتاری

کیکاؤس نے سووابہ کی نصیحت کی پرواہ نہ کی - اور دعوت قبول کر کے شاہِ رُوم کے محلات میں چلا گیا - مگر انجام وُہی ہُوا - جس کی پیشین گوئی سووابہ نے کی تھی - شاہِ رُوم نے چند یوم میں اپنا اعتبار قائم کر کے کیکاؤس کو گرفتار کر لیا - اور قید خانہ میں ڈال دیا - اِس کے بعد اُس نے بیٹی کو واپس لانے کے لئے کیکاؤس کی قیام گاہ میں آدمی روانہ کئے - لیکن سووابہ نے جواب دیا - کہ مَیں ہرگز اَیسے دھوکہ باز باپ کے پاس نہ جاؤنگی - بلکہ مجھے بھی وُہیں پُہنچا دیا جائے - جہاں میرا شوہر کیکاؤس ہے - شاہِ رُوم نے ناراض ہو کر سووابہ کو بھی کیکاؤس کے پاس زندان میں بھیج دیا ؞

رُوم پر رُستم کا حملہ

کیکاؤس کی گرفتاری کی خبر جب ایران پہنچی۔ تو ایک ہل چل مچ گئی۔ رُستم سیستان سے روانہ ہو کر دارُ الخلافہ میں پہنچا۔ اور شاہِ رُوم کے پاس قاصد روانہ کیا۔ کہ شاہِ ایران کو فوراً رِہا کر دو! ورنہ میں حملہ کرکے تمہارے مُلک کو پامال اور تمہارے خاندان کو تہِ تیغ کر دُوں گا۔ مگر شاہِ رُوم نے کیکاؤس کو رہا کرنے سے اِنکار کر دِیا۔ اور رُستم کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ رُستم نے یہ سُن کر فوج کو تیّاری کا حُکم دِیا۔ اُس نے خیال کِیا۔ کہ خشکی کی راہ دُشوار ہونے کی وجہ سے رُوم پہنچنے میں ایک تو وقت زیادہ صرف ہوگا۔ دُوسرے راستہ میں جا بجا جنگ کرنے سے غیر ضرُوری اُلجھنوں

میں پڑا رہونگا ۔ اِس لئے اُس نے اپنی فوج کو جہازوں پر سوار کیا ۔ اور سمندر کی راہ سے رُوم پر حملہ آور ہُوا ۔

رُوم کی فتح

شاہِ رُوم نے بہت بڑے لشکر سے رُستم کا مُقابلہ کیا ۔ لیکن رُومی رُستم کے مُقابلہ کی تاب کہاں لا سکتے تھے ۔ اُس نے رُومی فوج کا ستھراؤ کر دیا ۔ اور شاہِ رُوم شکست کھا کر بھاگا ۔ مگر اُس نے پہلے سے ہی رُستم کے مُقابلہ کے لئے اپنی ہمسایہ سلطنتوں مِصر اور بربر وغیرہ سے اِمداد طلب کی ہُوئی تھی ۔ شکست ہونے پر مِصر اور بربر وغیرہ کے کئی بادشاہ فوجیں لئے رُستم کے مُقابلہ میں آ موجود ہوئے ۔ شاہِ رُوم بھی اپنی بچی کھچی فوج لے کر اُن میں شامل ہو گیا ۔

اُس وقت رستم کے مقابلہ میں اُس کی فوج سے ہیبتیوں گنا زیادہ فوج موجود تھی۔ جس میں بڑے بڑے بہادر اور شہزور پہلوان تھے۔ لیکن رُستم نے ایک خوفناک حملہ کر کے اپنی بہادری اور شمشیر زنی کے وُہ جوہر دکھائے۔ کہ دُشمن کے تمام لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ دُشمن کی فوج میدانِ جنگ سے ایسی بُری طرح بھاگی۔ کہ کسی نے مُڑ کر بھی نہ دیکھا۔ کہ ہمارے ساتھیوں کا کیا حشر ہُوا +

کیکاؤس کی قیدِ رُوم سے رِہائی

شاہِ رُوم نے شکست فاش کھانے کے بعد صُلح کا پیغام بھیجا۔ اور کیکاؤس و سودابہ کو بھی عزّت کے ساتھ رہا کر دیا۔ لیکن رُستم نے صُلح اِس شرط پر منظور کی

کہ شاہِ رُوم اور اُس کے مددگار بادشاہ دو لاکھ فوج ایرانی فوج کی مدد کے لئے دیں تا کہ افراسیاب سے کامیاب مُقابلہ کیا جائے - اور یُونان کی ماتحت سلطنت سے بھی فوج طلب کی ۔

فتحِ مصر

رُوم سے فراغت پا کر رُستم نے کیکاؤس کو ساتھ لیا - اور مِصر پر حملہ کر کے اُسے فتح کیا - کیکاؤس نے یہاں اہلِ مِصر کی مذہبی رسُوم میں بیجا مداخلت کرنے یعنی اُن کی پرستش کے بیل وغیرہ قتل کرنے کے علاوہ مینارِ مصر کے دروازہ کا سُراغ لگا کر اُس کے پوشیدہ تہ خانوں کی سیر کی - اور بُہت سا زر و جواہر مینار سے حاصل کرنے کے بعد اُس کے دروازہ کو پھر اُسی طرح

بند کرا دیا۔ تاکہ کوئی معلوم نہ کر سکے۔ کہ دروازہ کہاں ہے ؎

ایران پر افراسیاب کا قبضہ

جب افراسیاب نے دیکھا کہ کیکاؤس رُوم میں قید ہو گیا ہے۔ اور رُستم اُس کی اِمداد کے لئے فوج لے کر ایران سے جا چکا ہے تو اُس نے میدان خالی پا کر ایران پر حملہ کر دیا۔ اور ایک معمولی سی جھڑپ کے بعد باقی ماندہ ایرانی فوج کو شکست دے کر نہایت آسانی سے ایران پر قبضہ کر لیا ؎

افراسیاب پر رُستم کا حملہ

کیکاؤس جب مِصر کی فتح سے فارغ ہُوا تو اُس نے افراسیاب کو پیغام بھیجا۔ کہ

ایران کو فوراً خالی کر دو! ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ افراسیاب اِس پیغام سے بہت برہم ہُوا۔ اور کیکاؤس کے پاس نہایت گستاخانہ جواب بھیجا۔ جواب پاتے ہی رُستم فوج لے کر ایران پر چڑھ آیا۔ اور افراسیاب کو بُری طرح شکست دے کر ایران سے مار بھگایا۔

کیکاؤس کو اِن دو جنگوں میں قید ہونے سے کافی تجربہ ہو چُکا تھا۔ اِس لئے اَب وُہ دارُ الخلافہ میں بیٹھ کر امن سے شان و شوکت کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اور عالیشان محلّات کے بنانے میں مصرُوف ہو گیا۔ چُنانچہ ایران میں بڑے بڑے محلّات کی تعمیر اِسی بادشاہ کے وقت سے شروع ہُوئی۔

رستم اور تہمینہ

رستم جب شمالی ایران کی سرحدی جنگوں میں مصروف تھا۔ تو ایک دن شکار کھیلتے ہوئے علاقۂ سمنگان میں جا نکلا۔ سمنگان ایک ریاست تھی۔ جس کا فرمانروا افراسیاب کے ماتحت تھا۔ رستم نے ایک مقام پر رخش کو گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور خود گھاس پر لیٹ کر سو گیا۔ جب آنکھ کھلی۔ تو رخش کو نہ پایا۔ اِدھر اُدھر تلاش کرنے پر بھی گھوڑے کا کوئی پتہ نہ چلا۔ تو اس کی کھوج پر روانہ ہوا۔ اور چلتے چلتے شہر سمنگان کے باہر جا پہنچا۔ سمنگان کے بادشاہ کو جب اطلاع ملی کہ رستم پیادہ سمنگان کی طرف آ رہا ہے۔ تو وہ خود بھی پیدل اس کے استقبال کے لئے روانہ ہوا۔ اور شہر سے باہر نکل

کر رُستم سے مُلاقات ہو گئی - رسمی سلام کے
بعد رُستم نے کہا - کہ آپ کے آدمی میرا
گھوڑا پکڑ کر لے آئے ہیں - بہتر ہے کہ میرا
گھوڑا فوراً میرے حوالے کر دیا جائے - شاہِ
سمنگان نے جواب دِیا - کہ اگر میرے آدمی
آپ کا گھوڑا لائے ہیں - تو وُہ طویلے میں
موجود ہوگا - اور آپ کی خدمت میں حاضِر
کر دیا جائے گا - مگر آپ یہاں اِتفاقیہ تشریف
لائے ہیں - اِس لئے میری دعوت قبول
کیجئے! اور محل میں چل کر آرام فرمائیے +
بادشاہ نے رُستم کی بہت خاطر تواضع کی
اور نہایت عُمدہ کھانے اور انگوری شراب
اُس کے آگے رکھی - کچھ رات گئے جب
دعوت سے فراغت ہوئی - تو بادشاہ اور
اُس کے امیر و وزیر رُخصت ہو گئے - اور
رُستم تنہا کمرے میں رہ گیا - رستم ابھی سویا
نہ تھا - کہ کمرے کی پچھلی طرف کا دروازہ کھُلا

اور ایک نہایت خوبصورت نوجوان عورت کمرے میں داخل ہوئی۔ رستم اُس عورت کے حُسن و جمال کو دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گیا۔ کیونکہ اُس نے آج تک ایسی حسین عورت نہ دیکھی تھی ؛

رستم نے اِس نازنین سے پُوچھا۔ کہ تم کون ہو؟ اور یہاں کیسے آئی ہو؟ عورت نے جواب دیا کہ میں شاہِ سمنگان کی بیٹی ہوں۔ اور میرا نام تہمینہ ہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ آپ کی بہادری اور شہزوری کی تعریفیں سُنتی رہی ہوں۔ ایک عرصہ سے مجھے آپ کے دیکھنے کا بیحد شوق تھا۔ کل میرے ملازموں نے اطلاع دی کہ آپ سمنگان کے علاقہ میں شکار کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ملازموں کو ہدایت کی۔ کہ وہ آپ کو بے خبر پا کر آپ کا گھوڑا پکڑ لائیں۔ تاکہ آپ اِس حیلہ سے یہاں

پہنچیں - اور میں آپ سے مل سکوں - آپ کا گھوڑا پکڑنے میں میرے مُلازموں کو بڑی دِقتیں پیش آئیں - وُہ بڑی بڑی زبردست کمندیں معمولی جھٹکے میں توڑ ڈالتا تھا - لیکن چونکہ اُن کی جمعیّت کافی تھی - اِس لئے وُہ آخر اُسے پکڑنے میں کامیاب ہو گئے ؞

رُستم نے تہمینہ سے کہا - کہ اَب تمہارا کیا اِرادہ ہے؟ اور تم کیا چاہتی ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ میری خواہش آپ سے شادی کرنے کی ہے - رُستم چونکہ خُود بھی یہی چاہتا تھا - اُس نے کہا - کہ مجھے اِس کے لئے کیا کرنا چاہئیے؟ تہمینہ نے جواب میں کہا - کہ آپ صُبح ہوتے ہی میرے باپ کے پاس شادی کا پیغام بھیج دیں - مجھے یقین ہے - کہ آپ کی خُوبیوں کو دیکھتے ہُوئے وُہ ضرور منظُور کر لے گا ؞

رُستم نے صُبح ہوتے ہی شاہِ سمنگان کے

پاس تہمینہ سے اپنی شادی کا پیغام بھیجا۔
جسے بادشاہ نے نہایت خوشی سے منظور کر
لیا۔ کیونکہ وہ دنیا میں سب سے زبردست
اور مشہور آدمی کے ساتھ بیٹی کے رشتہ کا
ہونا اپنی بڑی خوش قسمتی خیال کرتا تھا۔
چنانچہ اسی وقت تیاریاں شروع ہو گئیں۔
اور کئی روز کے جشن کے بعد شہزادی تہمینہ
اور رستم کی شادی ہو گئی ؛

شادی کے بعد رستم دو تین مہینے سمنگان
میں رہا۔ اس عرصہ میں تہمینہ حاملہ ہو چکی
تھی۔ رستم جب اپنی فوج کی طرف روانہ
ہونے لگا۔ تو اس نے اپنے بازو سے ایک
ہیرا کھولا۔ اور تہمینہ کو دے کر کہا۔ کہ اگر
لڑکا پیدا ہو۔ تو اس کے بازو پر اس طرح
باندھ دینا۔ جس طرح میں باندھے ہوئے تھا
اور اگر لڑکی ہوئی۔ تو اس کے سر کے
بالوں میں باندھ دیا جائے۔ اور جس وقت

بچہ پیدا ہو۔ مجھے فوراً قاصد کے ذریعہ سے اطلاع بھیجی جائے۔ تہمینہ نے نہایت غمزدہ ہو کر رُستم کو رُخصت کیا۔ اور وہ میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہو گیا۔

سُہراب

مدّتِ حمل ختم ہونے پر تہمینہ کے ہاں نہایت خوبصورت لڑکا پیدا ہُوا۔ جس کا نام اُس نے سُہراب رکھا۔ تہمینہ نے خیال کیا۔ کہ سُہراب جب ذرا بھی ہوش سنبھالے گا۔ تو رُستم ضرور اُس کو اپنے پاس بُلا لے گا۔ اور میں بیٹے کا منہ دیکھنے کو بھی ترستی رہُونگی اور اگر سہراب اِس وقت تک میرے ہی پاس رہے۔ جب تک کہ رُستم مُلکی جنگوں سے فراغت حاصل نہ کرے۔ تو اُس سے ایک تو میری زندگی خوشی سے گزر جائے گی۔

دُوسرے اُس کے پاس ہونے سے رُستم کی
یاد بھی زیادہ نہ ستائے گی - اِس لئے تہمینہ
نے رُستم کے پاس پیغام بھیجا - کہ لڑکی پیدا
ہُوئی ہے - رُستم نے اطلاع پا کر بیٹی کے
لئے دو ہار ایک یاقوت کا اور دُوسرا نیلم کا
روانہ کئے ٭

تہمینہ کی یہ خواہش تھی - کہ سُہراب بھی
رُستم کی طرح نامور ہو - چنانچہ اُس نے
بچپن ہی میں بیٹے کی جنگی تعلیم کا اعلےٰ
اِنتظام کر دیا - جس سے سُہراب چھوٹی عمر
میں ہی تمام فنِ حرب کا ماہر ہو گیا -
سہراب یہ تو جانتا تھا - کہ میں بڑے اعلےٰ
خاندان سے ہُوں - لیکن تہمینہ نے اُسے
یہ نہ بتایا تھا - کہ اُس کا باپ رُستم ہے - کیونکہ
اُسے یہ بھی خیال تھا - کہ جب سُہراب کو یہ
معلوم ہُوا - کہ اُس کا باپ دُنیا میں سب
سے بڑا بہادر رُستم ہی ہے - تو یہ اُس

کے پاس چلا جائے گا ؀

سُہراب جب جوان ہُوا - تو اُس نے ماں سے دریافت کیا - کہ میرا باپ کون ہے؟ تو تہمینہ کچھ عرصہ تو ٹالتی رہی - لیکن جب سُہراب نے پیچھا نہ چھوڑا - تو اُس نے مجبور ہو کر بیٹے سے کہا - "تیرا باپ وُہی بہادر رُستم ہے - جس کے نام سے بڑے بڑے بہادر کانپتے ہیں"- یہ سُن کر سُہراب نہایت خوش ہُوا - اور سوچنے لگا - کہ کس طرح باپ سے جا کر ملوں - کیونکہ وُہ افراسیاب کے علاقہ میں تھا - اور اُس کا نانا شاہ سمنگان افراسیاب کا باجگزار تھا - اسے یہ بھی معلوم تھا - کہ افراسیاب رُستم کا دُشمن ہے - سُہراب نے زبردست پہلوانوں کا ایک گروہ تیار کیا - اور رُستم کی تلاش کے لئے آمادہ ہو گیا ؀

افراسیاب سُہراب کی شہزوری کا حال

سُن چکا تھا - کیونکہ یہ بھی بہادری اور شہزوری میں باپ سے کم نہ تھا - چنانچہ افراسیاب کو جب رُستم کی تلاش میں سہراب کی روانگی کا حال معلوم ہُوا - تو اُس نے اِن دونو باپ بیٹوں کی ہلاکت کی یہ تجویز سوچی - کہ سُہراب کو بے خبری میں رُستم سے لڑا دیا جائے - اور رُستم چونکہ بُڑھاپے کے قریب ہے - لہٰذا سُہراب اُسے ہلاک کر دے گا - اور سُہراب ابھی بچّہ ہی ہے - اُس کا دھوکہ سے مار دینا معمُولی بات ہوگی پھر ایران میری ہی جاگیر ہو جائیگا - اِس خیال سے افراسیاب نے سُہراب کو بہُت سی فوج کے ساتھ ایران پر حملہ کرنے کے لئے کہا ؛

سُہراب خُود ایران پہنچنے اور باپ سے مِلنے کے لئے بے قرار تھا - لہٰذا اُس نے افراسیاب کا حُکم اِس خیال سے منظور کر لیا

کہ جب ایران کی فوجوں سے مُقابلہ ہو گا۔
تو فوراً اپنے باپ رُستم سے جا ملُونگا۔ اور
باپ کے ساتھ ہو کر اُس کے دُشمن افرا
سیاب پر حملہ کرکے تُوران اُس سے خالی
کرا دُوں گا ؏

ایران پر سُہراب کا حملہ

افرا سیاب نے اَپنے دو خاص مشیر پیران
اَور ہومان کو سُہراب کے ساتھ کر دیا۔ اَور
اُنہیں تاکید کر دی۔ کہ سُہراب کو یہ ہرگز
معلُوم نہ ہونے دیں۔ کہ رُستم کون ہَے اَور
کہاں ہَے؟ اَور نہ ہی رُستم پر یہ بھید کھُلے
کہ سُہراب اُس کا بیٹا ہَے۔ اِدھر تہمینہ نے
اَپنے بھائی زندہ ازم کو جو سُہراب کا ماموں
اَور رُستم سے اچھّی طرح واقف تھا۔ سُہراب
کے ہمراہ کر دیا۔ تاکہ مَوقع پر وُہ اُسے

رُستم سے بلا دے ۔

سُہراب افراسیاب کا لشکرِ جرّار لے کر جنُوب کی طرف روانہ ہُوا ۔ اور قلعۂ سفید پر پُہنچا ۔ ایرانیوں کا یہ قلعہ پایۂ تخت کی کُنجی خیال کیا جاتا تھا ۔ اِس قلعہ کا سردار ایک بہادر پہلوان گژدہم تھا ۔ لیکن چُونکہ گژدہم بہُت بُوڑھا ہو چُکا تھا ۔ اِس لئے اِس کی فوج کی کمان اُس کے نَوجوان نائب ہجیر کے ہاتھ میں تھی ۔ ہجیر نے سُہراب کو ایک عام سپہ سالار خیال کیا ۔ اُسے یہ معلُوم نہ تھا ۔ کہ رُستم کا بیٹا ہونے کے باعِث وُہ رُستم سے کِسی طرح کم نہیں ہجیر نے قلعہ سے نِکل کر سُہراب پر حملہ کر دیا ۔ سُہراب نے کمند ڈال کر اُسے گرفتار کر کے قید کر لیا ۔

بہادر تاتارنین گرو فرید

قلعہ کے سردار کشر دہم کی ایک حسین بیٹی تھی۔ جس کا نام گرو فرید تھا۔ گرو فرید نے قلعہ کے اوپر سے جب باجیر کو گرفتار ہوتے دیکھا۔ تو اُس سے نہ رہا گیا۔ اُس نے فوراً سر پر خود رکھا۔ اور اپنے لمبے لمبے بالوں کو اُس میں چھپا لیا۔ زرہ پہن کر مردانہ بھیس میں اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ سے نکلی۔ میدان میں آکر ڈٹ گئی۔ اور دشمن کی فوج سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ کہ ایک ایک بہادر آکر میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ تاکہ قلعہ کی فتح کا فیصلہ اِسی جگہ ہو جائے۔ اُس کی دلیری کو دیکھ کر فوج میں سے کسی نے مقابلہ کی جرأت نہ کی۔ اور خاموش اُس کی طرف دیکھا کئے +

سُہراب اُس وقت اپنے خیمے میں تھا۔ جب اُسے اِس امر کی اِطّلاع ہوئی۔ تو گھوڑے پر سوار ہو کر مُسکراتا ہُوا گرد فرید کے مُقابلہ میں آیا۔ گرد فرید نے پہلے تو اُس پر تیر برسانے شرُوع کیئے۔ پھر نہایت تیزی سے اپنے گھوڑے کو گھماتی ہُوئی کبھی اُس کے قریب آ جاتی۔ اور کبھی دُوسری طرف نِکل جاتی۔ اور نیزے کو ڈھال پر کھٹ کھٹا کر ایسی آواز نِکالتی۔ جس سے سُہراب کا گھوڑا ڈر کر بدکتا تھا۔ سہراب حیران تھا۔ کہ اب کیا کرے۔ آخر گرد فرید کی چالاکیوں سے جُھنجلا کر اُس پر نیزے کا وار کیا۔ اور نیزے کی انی کو اُس کی زرہ میں پیوست کر کے نیزے کے ساتھ گرد فرید کو گھوڑے سے اُٹھا لیا ؛

گرد فرید نے فوراً تلوار نکال کر سُہراب کا نیزہ کاٹ دیا۔ نیزہ کٹتے ہی زمین پر

گری - اور جم کر بیٹھتے ہی سُہراب کی شہ زوری کے خوف سے قلعہ کی طرف گھوڑا اُڑاتی ہُوئی بھاگی - سُہراب نے اُس کا پیچھا کیا - اور بڑھ کر اُس کا خُود اُتار پھینکا - خُود کا اُترنا تھا - کہ اُس کے لمبے لمبے بال گھوڑے کی پُشت سے نیچے رکابوں تک لٹک گئے - سُہراب یہ دیکھ کر حیران رہ گیا - کہ وُہ ایک عورت کے ساتھ لڑ رہا ہے - اُس نے فوراً تلوار کو نیام کیا - اور کمند ڈال کر گرد فرید کو گرفتار کر لیا *

گرد فرید نے جب دیکھا - کہ اَب اُس کی رہائی مشکل ہے - تو اُس نے سہراب سے مخاطب ہو کر کہا - کہ جب دونو طرف کی فوجوں کو معلُوم ہو گا - کہ تم ایک عورت سے لڑ رہے ہو - تو بہت ہنسی اُڑے گی اور تمہیں نادم ہونا پڑے گا - اور ساتھ ہی تمہاری بہادری پر بھی حرف آئے گا - بہتر

یہی ہے - کہ تم مجھے چھوڑ دو - میں وعدہ
کرتی ہوں - کہ قلعہ بمعہ اپنی تمام فوج اور
خزانہ کے تمہارے سپرد کر دیا جائے گا -
اِس حسین اور نو عمر عورت کی باتوں سے
سُہراب کا دل پسیج گیا - اور وہ اُسے رہا
کرکے اِنتظار کرنے لگا - کہ اب کوئی دم
میں قلعہ مع اُس نازنین کے قبضہ میں آنے
والا ہے ؎

گرد فرید نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہوکر
سہراب کی طرف دیکھا - اور زور سے ایک
قہقہ لگایا - فریب خوردہ سُہراب سخت
نادم ہُؤا - اور اُس نے غصّہ سے پُکار کر
کہا - کہ اب تو دِن ختم ہو چُکا ہے - کل
صُبح ہوتے ہی قلعہ کا دروازہ توڑ کر اُس
میں داخل ہو جاؤنگا - اور قلعہ کے تمام
آدمیوں کو قتل کرکے تمہیں تمہارے فریب
کا مزہ چکھاؤں گا - گرد فرید نے یہ سُن کر

پھر ایک قہقہ لگایا - اور سُہراب سے کہنے لگی - کہ میاں بہادر ہوش کرو! اور اپنی خیر مناؤ - معلوم ہوتا ہے - کہ تم نے رُستم کا نام نہیں سُنا - اگر تمہاری اِس لاف زنی کی اُسے خبر ہوگئی - تو تمہاری اور تمہاری فوج کی گرد بھی نظر نہ آئے گی ؛

سُورج غرُوب ہو چُکا تھا - اِس لئے سُہراب تو اپنی قیام گاہ میں چلا گیا - گژدہم نے جو پُرانا تجربہ کار اور بہادر پہلوان تھا - جب گرُو فرید کی زبانی سُہراب کی بہادری اور شہزوری کا حال سُنا - تو اُسے یقین ہوگیا - کہ وُہ صبح ضرُور قلعہ کو فتح کرلے گا - گژدہم نے سب سے پہلے کیکاؤس کے پاس قاصد رَوانہ کرکے پیغام بھیجا - کہ اِس دفعہ افرا سیاب کے جرّار لشکر کے ساتھ جو نَو عمُر بہادُر اور شہزور پہلوان آیا ہے - اِس سے پہلے کبھی ایسا بہادُر

نہیں دیکھا گیا - وُہ ایسا جوان مرد ہے -
کہ شاید رُستم کے سوا کوئی اُس کا مُقابلہ نہ
کر سکے گا - اور یقیناً وُہ کل صُبح قلعۂ سفید
کو فتح کر لے گا - اُس کی روک تھام کے
لئے خاص اہتمام کی ضرُورت ہے - اِس
کے بعد کثر دہم قلعہ کے تمام آدمی اور
نقدی وغیرہ لے کر راتوں رات ایک سُرنگ
کے ذریعہ سے جو خُفیہ راستہ تھا - قلعہ سے
نِکل کر بھاگ گیا - صُبح جب سہراب قلعہ
میں داخل ہُوا - تو اُسے خالی پا کر گرد فرید
کے لئے کفِ افسوس ملنے لگا ؎

کیکاؤس کی تیّاریٔ جنگ

کیکاؤس کو جب سُہراب کے حملے کا حال
معلُوم ہُوا - تو اُسے بُہت فکر ہُوئی - اُس
نے رُستم کو سیستان سے بُلانے کے لئے

مشہور پہلوان گیو کو روانہ کیا۔ اور اُسے تاکید کردی۔ کہ سیستان پہنچتے ہی رُستم کو ساتھ لے کر واپس چلا آئے۔ گیو جب سیستان پہنچا۔ تو رُستم اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بڑی آؤ بھگت کی۔ گیو نے ہر چند جلد چلنے کے لئے کہا۔ مگر رُستم نے اپنے اس مہمانِ عزیز کو کئی روز ٹھہرائے رکھا۔ آخر جب بہت دِن گذر گئے۔ تو گیو نے کہا۔ کہ بادشاہ کا حکم جلد پہنچنے کا تھا۔ اِس لئے اب زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں ۔

کیکاؤس رُستم کے نہ پہنچنے اور سُہراب کے بڑھتے چلے آنے سے بے حال ہو رہا تھا۔ جس وقت رُستم اور گیو دربار میں پہنچے۔ تو بادشاہ نے طُوس پہلوان کو حکم دیا۔ کہ اِن دونو یعنی رُستم اور گیو کو پھانسی پر لٹکا دو۔ بادشاہ کا حکم سُن کر جب طُوس نے رُستم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

تو رُستم نے مڑ کر اُسے ایک ایسا گھونسا مارا کہ
طُوس لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔ اَور وُہیں
ٹھنڈا ہو گیا۔ رُستم غصّے میں بھرا ہُوا
بادشاہ کی احسان فراموشی پر لعنت ملامت
کرتا ہُوا دربار سے نِکلا۔ اَور اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر سیستان کو روانہ ہو گیا۔

جب رُستم ناراض ہو کر چلا گیا۔ تو
کیکاؤس کی آنکھیں کھُلیں۔ اَور اہلِ دربار
بھی رُستم جیسے خیر خواہ اَور مُحافظ مُلک و
قوم کی بے عزّتی دیکھ کر بادشاہ پر نفرت
و حقارت کی نگاہیں ڈالنے لگے۔ بادشاہ
خُود بھی اپنی حماقت پر پشیمان ہُوا۔ کیونکہ
سُہراب کا خطرہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔
اَور سوائے رُستم کے اُسے کوئی روکنے والا
نہ تھا۔ آخر گودرز پہلوان کو جو ایک عقل
مند اَور فہمیدہ شخص تھا۔ رُستم کو منانے
کے لئے روانہ کیا گیا۔ گودرز نے سیستان

پہنچ کر رُستم کو مِنّت اَور خوشامد سے ٹھنڈا کیا اَور رُستم نے خُود بھی خیال کیا۔ کہ اگر اِس مَوقع پر مَیں نے غفلت سے کام لیا۔ تو اَیسا نہ ہو۔ کہ مُلک کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ اِس لئے وُہ گودرز کے ہمراہ چلا آیا۔ اَور ایرانی سپاہ کو لے کر سہراب کے مقابلہ کے لِئے چل کھڑا ہُوا۔ اُس وقت رُستم کے ہمراہ پَیدل فوج کے علاوہ ایک لاکھ سوار اَور جنگی ہاتھیوں کا لشکر تھا ؎

رُستم اَور سُہراب کا مُقابلہ

رُستم تو جانتا ہی نہ تھا۔ کہ سُہراب میرا بیٹا ہَے۔ بلکہ اُس کے خیال میں تو دُنیا میں اُس کا کوئی بیٹا تھا ہی نہیں۔ کیونکہ بچہ پَیدا ہونے پر تہمینہ نے اُسے لڑکی پیدا ہونے کی اطلاع بھیجی تھی۔ مگر سُہراب

محض رُستم کی تلاش میں فوج لے کر آیا تھا۔ وُہ ایرانیوں کا مُخالِف نہ تھا۔ بلکہ باپ کی طرح وُہ بھی افراسیاب ہی کا دُشمن تھا۔

سُہراب ابھی تک قِلعہ ہی میں فوج لِئے بیٹھا تھا۔ کیونکہ اُس کا اِرادہ ایران فتح کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ وُہ اِس بہانہ سے رُستم سے مِلنا چاہتا تھا۔ اور ظاہرا طور پر حملے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ کہ رُستم فوج لِئے قلعۂ سفید پر آ پہنچا۔ جب سہراب کو ایرانی فوج کے آنے کی اطلاع ملی۔ تو وُہ آنے والی فوج کی تعداد کا اندازہ کرنے کے لِئے قلعہ پر چڑھا۔ اور اُس نے دُور سے ایرانی فوج کو آتے ہُوئے دیکھا۔ تو دل ہی دل میں بُہت خُوش ہُوا کہ اب باپ سے مِلنے میں بُہت تھوڑا وقت باقی ہے۔

رات کے وقت رُستم ہتھیار اُتار کر

تورانیوں کے لباس میں قلعۂ سفید کی طرف
روانہ ہُوا۔ تاکہ معلوم کرے۔ کہ سُہراب کیسا
پہلوان ہے۔ جس کی تمام علاقے میں دھاک
بندھی ہُوئی ہے۔ رُستم قلعۂ سفید میں پہنچ
کر خاص اسی دروازہ کے ساتھ لگ کر
کھڑا ہو گیا۔ جس میں سُہراب معہ اپنے دو
سو بہادر پہلوانوں کے کھانا کھا رہا تھا۔
رُستم نے غور سے سہراب کی حالت کا
مُلاحظہ کِیا۔ اِتنے میں ژندہ ازم جو کِسی
کام کے لِئے باہر گیا ہُوا تھا۔ کمرے میں
داخل ہونے لگا۔ اُس کی نظر بھیس بدلے
ہُوئے رُستم پر پڑی۔ چُونکہ اُس نے اس
شکل اور قد و قامت کا آدمی اپنی فوج
میں نہ دیکھا تھا۔ اِس لِئے ڈپٹ کر پُوچھا
کہ تُم کون ہو۔ رُستم اندھیرے کی وجہ سے
ژندہ ازم کو پہچان نہ سکا۔ اور اُس کی
گردن میں ایسے زور سے گھُونسا مارا۔ جس

سے وہ گرتے ہی مر گیا ۔ اور رُستم اپنے کیمپ کی طرف روانہ ہو گیا ۔

سہراب دیر تک زندہ ازم کی جگہ خالی دیکھنے کے بعد اُس کی تلاش میں باہر نکلا تو دروازہ کے باہر اُسے مُردہ پایا ۔ غصے سے سُہراب کی آنکھوں میں خُون اُتر آیا ۔ اُس نے اپنے سرداروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا ۔ کہ صبح اگر ایرانیوں سے زندہ ازم کا اِنتقام نہ لوں ۔ تو میرا نام سُہراب نہیں اور ساتھ ہی اُنہیں تاکید کی ۔ کہ قلعہ میں کوئی دُشمن آ گھسا ہے ۔ اُس سے ہوشیار رہنا ضرُوری ہے ۔ اِدھر رُستم نے اپنی فوج میں پہنچ کر بادشاہ کو اطلاع دی ۔ کہ سُہراب دیکھنے میں واقعی ایسا ہی بہادر معلُوم ہوتا ہے ۔ جیسا کہ مشہُور ہے ۔ تورانیوں میں آج تک اِس شان کا پہلوان دیکھا نہیں گیا ۔

صبح ہوتے ہی سُہراب نے زِرہ پہنی۔ اور
افرا سیاب کے ایک مشیر کو ساتھ لے کر ایک
اُونچی پہاڑی پر چڑھ گیا۔ اسنے دشمن کے
کمپ کی طرف دیکھ کر ہمراہی سے دریافت
کیا۔کہ یہ بڑے بڑے خیمے کن لوگوں کے
ہیں۔ اُس شخص نے سب کے نام بتا ئے
سُہراب نے کہا۔کہ سب سے آگے کا خیمہ
جس کے سامنے نشان لہرا رہا
ہے۔ اور گھوڑا بندھا ہُوا ہے۔ کیا یہی
رُستم کا خیمہ ہے۔ اور خیمہ کے سامنے جو
پہلوان کھڑا ہے۔کیا یہی رُستم ہے +
اِس شخص کو افرا سیاب کا حکم یاد تھا۔
اُس نے جواب دیا۔ کہ نہ تو یہ خیمہ رُستم کا
ہے۔ اور نہ ہی رُستم فوج میں موجود ہے
بلکہ وُہ اِس وقت سیستان کے ایک جشن
میں مصروف ہے۔ اِس جواب سے سُہراب
کی تسلّی نہ ہوئی۔ اُس نے کہا۔ کیا یہ

مُمکن ہے کہ رُستم سا بہادر شامل نہ ہو۔
اور سیر تماشوں کو لڑائی سے بہتر خیال کرے
سُہراب اپنے ہمراہی کی نیّت تاڑ گیا۔ اور
اُس سے کہنے لگا۔ کہ اگر تم مجھے رُستم کا
ٹھیک ٹھیک پتہ نہ دوگے۔ تو مَیں تمہارا سر قلم
کر دُونگا۔ لیکن جب وُہ اِس پر بھی ٹال
مٹول ہی کرنے لگا۔ تو سُہراب نے اُسے
پہاڑی سے دھکیل کر ہلاک کر دیا۔ اور
خُود سخت مایُوس اور بیدل ہو کر قلعہ میں
چلا گیا۔ اور حملے کی تیّاریاں کرنے لگا۔

سُہراب ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہُوا
فوج لے کر قلعہ سے باہر نِکلا۔ اور
نِکلتے ہی ایرانی فوج پر حملہ کر دیا۔ دُشمن
کے سپاہیوں کو کاٹتا چھانٹتا۔ تلوار سے
رستہ صاف کرتا ہُوا کیکاؤس کے خیمہ کے
قریب جا پُہنچا۔ کیکاؤس نے رُستم کو پیغام
بھیجا۔ رُستم نے فوراً زرہ پہنی۔ اور رخش

پر سوار ہو کر وہاں پہنچا ۔ جہاں سُہراب شمشیر زنی میں مصروف تھا ۔ رُستم نے سہراب کے مُقابِل ہو کر کہا ۔ آؤ ہم تم علیحدہ لڑ کر فیصلہ کر لیں ۔ سُہراب نے اِس بات کو منظور کر لیا ؛

رُستم نے جب سہراب کی بہادُری اَور نوجوانی پر غور کیا ۔ تو کہنے لگا ۔ کہ تمُ ابھی بچے ہو ۔ اَور دُنیا کے سرد و گرم سے بیخبر ۔ مَیں پُرانا تجربہ کار بہادر ہُوں ۔ اَور ایک دُنیا میرا لوہا مانتی اَور میرے نام سے لرزتی ہے ۔ بے شک اگر تمُ نے مجھُے زیر کر لیا تو دُنیا میں تمہارے مُقابل کوئی نہیں آئے گا مگر مجھُے اپنے دل ہی دل میں تمہاری محبّت معلُوم ہوتی ہے ۔ تم ایک بہادر اَور شہزور جوان ہو ۔ مَیں تمھیں مشورہ دیتا ہُوں ۔ کہ تُورانیوں کو چھوڑ کر ایرانیوں میں شامل ہو جاؤ !

چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر میدان میں آ ڈٹے۔ اور ایک دُوسرے پر تیروں کی بوچھاڑ کرنے لگے۔ تیر زِرہوں پر لگ کر زمین پر گرتے تھے۔ آخر جب سب ہتھیار بیکار ثابت ہُوئے تو دونو گھوڑوں سے اُتر کر کُشتی کرنے لگے۔ سُورج غرُوب ہونے تک زور آزمائی ہوتی رہی۔ لیکن کوئی زیر نہ ہُوا۔ آخر شام نے دونو کو جُدا کر دیا۔

باپ بیٹے کی قِسمت کا فیصلہ

دُوسرے دِن صبح دونو بہادر پھر میدان میں اُترے۔ اَور اپنی اپنی فوجوں کو دو دو میل کے فاصلہ پر کھڑا کر دیا۔ سہراب کو رُستم کی پہلے روز کی شہزوری سے پھر ایک دفعہ یہ شک پیدا ہُوا۔ کہ ہو نہ ہو یہی میرا باپ رُستم ہَے۔ جب دونو مقابل

ہوئے ۔ تو سہراب نے رستم سے کہا کہ ہم دونو برابر کے پہلوان ہیں ۔ لڑنے کا نتیجہ یہی ہے ۔ کہ دونو میں ایک مارا جائے گا میری تجویز ہے ۔ کہ ہم تم دوشت بنجائیں اور صُلح کرلیں ۔ دونو کے لئے یہی عزت کافی ہے ۔ کہ کوئی زیر نہ ہوا ؎

رستم غریب کے تو خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ دُنیا میں اُس کا بھی کوئی بیٹا ہے ۔ جس سے اُسے سُہراب پر کوئی شُبہ ہوتا ۔ اور اگرچہ وُہ سُہراب کی طاقت کا لوہا مان گیا تھا ۔ اور اپنی زندگی کو خطرے میں خیال کرتا تھا ۔ مگر اُس نے اپنی شُہرت اور ناموری کا خیال کرتے ہُوئے ایک نَو عُمر لڑکے کے مشورہ کو اِسی وجہ سے قبول نہ کیا ۔ کہ ایسا کرنے سے میری عزّت پر حرف آئے گا ۔ اور دُنیا کہے گی ۔ کہ رُستم نے ایک بچّہ سے دَب کر صُلح کر

لی ۔ اور اگر غور کیا جائے ۔ تو اس موقع پر غیرت اور خود داری کا تقاضا بھی یہی تھا ۔

چنانچہ رستم نے صلح سے انکار کر دیا۔ اور دونو اپنے گھوڑوں سے اتر کر کشتی کرنے لگے ۔ چونکہ جوڑ برابر کا تھا ۔ دو پہر تک زور آزمائی ہوتی رہی ۔ اور کوئی نتیجہ نہ نکلا ۔ دونو بہادر تھک کر چور ہو گئے ۔ آخر سہراب نے جھپٹ کر رستم کو کمر سے پکڑا ۔ اور نیچے گرا کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا ۔ سہراب رستم کو ہلاک کرنے کے لئے کمر سے خنجر نکالنا ہی چاہتا تھا ۔ کہ رستم کسی حیلہ سے پھر اٹھ کھڑا ہوا ۔ دوپہر ہو چکی تھی ۔ اس لئے تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے دونو جدا ہو گئے ۔

سُہراب کی ہلاکت

دوپہر کے بعد رُستم اور سُہراب نے پھر لڑنا شروع کیا۔ دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی۔ آخر رُستم نے سُہراب کو گرا لیا۔ سُہراب کے گرتے ہی رُستم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جھٹ خنجر اُس کے سینہ میں گھونپ دیا۔ سُہراب نے ایک چیخ ماری۔ اور درد انگیز لہجہ میں کہنے لگا۔ کہ اگرچہ بہادروں کے لئے میدان ہی میں مرنا سب سے بڑی خوش قسمتی ہے۔ لیکن میں باپ کی تلاش میں نکلا تھا۔ اور افسوس کہ زندگی میں اُسے نہ دیکھ سکا۔ میرے قتل کے بعد تم بھی اپنی خیر نہ سمجھنا۔ میرے باپ کے ہاتھ سے تمہیں خشکی ہو یا تری کہیں جگہ بھی پناہ نہیں۔ اور اگرچہ میرا باپ ایران کا طرف دار ہے۔ لیکن میرے اِنتقام

کے جوش میں وُہ سلطنتِ ایران کو تہ و بالا کر دے گا۔

رُستم نے دریافت کیا۔ کہ تمہارا باپ کون ہے؟ سہراب نے جواب دیا کہ "رُستم" یہ سُن کر رُستم کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور دُنیا اُس کی نظروں میں اندھیر ہو گئی۔ اُس نے سہراب سے پُوچھا۔ کہ اِس کا ثبُوت کیا ہے؟ کیونکہ وُہ تو یہی جانتے ہُوئے تھا۔ کہ اُس کا کوئی بیٹا ہی نہیں۔ سہراب نے کہا۔ کہ میرے بازُو سے ایک مُہرہ بندھا ہُوا ہے۔ جو میری ماں تہمینہ نے مُجھے رُخصت کرتے وقت روتے ہُوئے باندھ دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ "کہ یہ تمہارے باپ رُستم کی نشانی ہے۔ اِس مُہرہ کے باعث تم ہر سختی سے محفُوظ رہو گے" لیکن افسوس نہ رُستم کو اطلاع ہُوئی۔ کہ میری مدد کو پُہنچتا۔ اور نہ یہ مُہرہ میرے کسی

کام آیا ۔

رُستم نے سہراب کا بازُو ننگا کر کے جب اپنا دِیا ہُوا مُہرہ دیکھا ۔ تو چلّا کر کہا ۔ کہ افسوس وُہ ظالم اور بد قِسمت رُستم مَیں ہُوں جس نے اپنے ہاتھ سے اپنے لختِ جگر کا سینہ چاک کِیا ۔ اور خنجر اُٹھا کر اپنے سینے میں مارنے لگا ۔ تاکہ سہراب کے ساتھ اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دے ۔ مگر زخمی سہراب نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا ۔ اور کہا ۔ کہ افسوس جب کل مَیں نے آپ سے دریافت کیا تھا ۔ تو آپ نے اُسی وقت کیوں نہ بتا دیا ۔ کہ یہاں تک نوبت ہی نہ پہنچتی اور مَیں دُنیا سے یُوں نامُراد نہ جاتا ۔ اب صبر کیجئے ۔ جو ہونا تھا ہو چُکا ۔ اور مجھے مار کر اپنی جان بھی ضائع نہ کیجئے ۔

رُستم نے سر کے بال نوچ ڈالے ۔ اور آہ و فغاں کرنے لگا ۔ سہراب نے جواب

کوئی دم کا مہمان تھا۔ اُسے پھر تسلّی دی اور کہا۔ کہ تُورانی صرف میرے بھروسہ پر آئے تھے۔ اِس لئے آپ اُنہیں امن کے ساتھ واپس جانے دیا جائے۔ یہ کہتے ہی کہتے سہراب کی رُوح پرواز کر گئی۔ اور رُستم اُس کے سرہانے بیٹھ کر آہ و زاری میں مشغُول ہو گیا۔

سُہراب کا جنازہ

جب کیکاؤس اور اُس کی فوج کو اِس امر کی اطلاع ہُوئی۔ تو تمام لشکر میں ماتم برپا ہو گیا۔ کیکاؤس نے سہراب کا جنازہ بادشاہوں کی طرح اُٹھایا۔ رُستم نے تورانیوں کو صحیح و سلامت واپس ہونے کا حُکم دیا۔ جسے اُنھوں نے غنیمت سمجھا۔ کیکاؤس فوج لے کر دارُ الخلافہ کو واپس ہُوا۔ اور

رُستم تھوڑی سی فوج لے کر سہراب کے جنازہ کو سیستان لے گیا۔ اور اُسے اپنے باپ کی قبر کے پاس دفن کر دیا ۔

تہمینہ کا خاتمہ

جب تہمینہ کو سُہراب کے مارے جانے کی اِطّلاع مِلی۔ تو وُہ سُنتے ہی غش کھا کر گِر پڑی۔ کئی گھنٹے بیہوش رہنے کے بعد جب ہوش آیا۔ تو اُس نے اس درد کے ساتھ آہ و زاری کی۔ کہ سُننے والوں کے جگر پاش پاش ہوئے جاتے تھے۔ اپنی شہزادی کی یہ حالت دیکھ کر تمام رعایا میں بھی ماتم برپا ہو گیا۔ تہمینہ نے سُہراب کا تخت اور تاج نکال کر سامنے رکھ لیا۔ اور گِریہ و زاری میں مشغول ہو گئی۔ کئی روز تک اِس کی یہی حالت رہی۔ کھانا پینا اور

خواب و آرام بالکل ترک کر دیا۔ اِتنے میں رُستم کے آدمی آگئے۔ اور تہمینہ کو سیستان لے گئے۔ تہمینہ ہر وقت سہراب کی یاد میں غمگین رہتی تھی۔ سیستان میں کچھ عرصہ کے بعد تہمینہ کے ہاں دُوسرا لڑکا پیدا ہُوا۔ جس کا نام فرامرز رکھا گیا۔ لیکن تہمینہ سہراب کے بعد بمشکل ایک سال زندہ رہی۔ اور آخر اِسی غم میں مر گئی۔ فرامرز بھی اپنے باپ کی طرح ایک بہادُر اور شہزور پہلوان ہُوا ہے ؀

سیاوش اور سودابہ

سیاوش جب عالمِ شباب کو پہنچا۔ تو سیستان سے رُخصت ہو کر اپنے باپ کیکاؤس کے پاس چلا آیا۔ لیکن یہاں آکر وُہ ایک سخت مُصیبت میں مُبتلا ہو گیا۔

یعنی اُس کی سوتیلی ماں سودابہ اُس پر عاشق ہو گئی - اور دِن رات اُسے اَپنے دام میں پھنسانے کی کوشش میں رہنے لگی - سودابہ نے ہر چند سیاوش کو بدکاری کی ترغیب دِی - اور منّت خوشامد سے بھی کام لیا - لیکن پاکباز سیاوش اِس کے فریب میں نہ آیا ۔

سودابہ نے جب دیکھا - کہ سیاوش کِسی طریق سے قابُو نہیں آتا - تو مایُوس ہو کر اُس کی دُشمن ہو گئی - اَب اُس نے بادشاہ کو سیاوش کے خلاف بھڑکانا شروع کیا - اور اُسے کیکاؤس کے خلاف ایک بھاری سازش کا مُجرم قرار دیا - کچھ اَیسے فریب سے یہ جال پھیلایا - کہ بادشاہ کو سیاوش کے مُجرم ہونے کا یقین ہو گیا - اور اُس نے سیاوش کی سزا کا حُکم دے دِیا ۔

سزا یہ تجویز ہوئی - کہ سیاوش کو آگ

میں جھونک دیا جائے ۔ اگر وُہ سچّائی پر
ہو گا ۔ تو زندہ بچ نکلے گا ۔ اور اگر جھوٹا
ہوا ۔ تو وُہیں جل مرے گا ۔ چُنانچہ لکڑیوں
کا ایک بہُت بڑا انبار جلایا گیا ۔ راست
باز سیاوش گھوڑے پر سوار ہو کر آگ میں
سے گذرا ۔ صحیح سلامت دُوسری طرف
نکل گیا ۔ کسی شہزادہ کو بے گناہ قتل
کرانے کی سازش کی سزا موت تھی ۔ اور
اگرچہ کیکاؤس کو ملکہ سے بہُت محبّت تھی
لیکن اُس نے بیٹے کی حالت سے مُتاثّر
ہو کر سودابہ کو جلّادوں کے حوالے کر دیا
مگر فیّاض اور رحم دل سیاوش نے اُسے
مُعافی دے کر بادشاہ سے اُس کی جان
بخشی کی سفارش کی ۔ جسے بادشاہ نے
منظُور کر لیا ؎

بلخ کا محاصرہ

افراسیاب نے خیال کیا۔ کہ ایک تو رستم پہلے ہی بوڑھا ہو چکا ہے۔ اب سہراب کے صدمہ نے اُسے گوشہ نشین بنا دیا ہوگا اس لئے فوج لے کر ایران پر چڑھ دوڑا۔ جب رستم کو اس حملہ کی اطلاع ہوئی۔ تو وہ سیستان سے روانہ ہو کر ایران پہنچا۔ اور افراسیاب کے مقابلہ کی تیاری کر کے فوج کی سرداری تو سیاوش کے سپرد کی۔ اور خود اُس کے محافظ کے طور پر ساتھ ہو لیا۔

افراسیاب کی فوج کے لئے اوّل تو رستم ہی کچھ کم نہ تھا۔ دوسرے اُس کا سیاوش جیسا شاگرد جس کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ ایک دم افراسیاب کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ ترکوں

کو تہس نہس اور تُوران کو پامال کرتے ہُوئے اُس کے دارُ الخلافہ بلخ پر جا پہنچے۔ اور اُس کا محاصرہ کر لیا۔ افراسیاب کو اپنا انجام نظر آنے لگا۔ اور اُس نے جھٹ صُلح کی درخواست کر دی ؂

اِن دونو فیّاض بہادُروں نے صُلح کی درخواست منظوُر کر لی۔ مگر ساتھ ہی یہ شرط لگا دی۔ کہ افراسیاب ایک سَو رِشتہ دار اور اُمرا بطَور یرغمال اُن کے حوالے کرے۔ جو اِس امر کی ضمانت سمجھے جائیں گے۔ کہ وُہ صلح پر قائم رہے گا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ افراسیاب نے یہ بھی منظوُر کر لیا۔ قریبی رِشتہ داروں اور امرا میں سے سَو آدمی اُن کے حوالے کر دِئے ؂

جب کیکاؤس کو اس کی اطّلاع مِلی۔ تو بُہت برہم ہُوا۔ اور اُس نے پَیغام بھیجا۔ کہ جب فتح ہو چکی تھی۔ تو پھر صُلح کیوں

آپ کو دشمن کے حوالے کر دینا بہتر خیال
کیا۔ اُس نے اپنے جاں نثاروں سے
مشورہ کیا۔ کہ بد عہدی تو میرے ایمان کے
خلاف ہے۔ اِس لئے مَیں اپنے آپ کو
افرا سیاب کے حوالے کرتا ہُوں۔ لیکن سوائے
ایک دوشت کے جس کا نام زنگی تھا۔ کِسی
نے اُس کا ساتھ نہ دیا۔ اُس نے یرغمال
کے آدمیوں کو زنگی کے ہمراہ افرا سیاب
کے پاس روانہ کر دیا۔ اَور کہلا بھیجا۔ کہ
مَیں بھی آ رہا ہُوں۔ اِس کے بعد اُس
نے فوج کی سرداری ایک مشہُور پہلوان
بہمن کے سپُرد کر کے اُس سے کہا۔ کہ جب
تک اِیران سے کوئی نیا سپہ سالار نہ آ لے۔
سپہ سالاری کی خِدمات تم انجام دینا۔ اِس
کے بعد باپ کو ایک دردناک خط لِکھا۔ اَور
خُود گھوڑے پر سوار ہو کر افرا سیاب کی
طرف چل دِیا ❖

جب کیکاؤس کو سیاوش کا خط مِلا۔ تو اُسے اِس قدر صدمہ ہُوا۔ کہ کئی روز تک اُس نے کھانا تک نہ کھایا۔ اور افراسیاب سے جنگ جاری رکھنے کی بجائے حُکم دِیا۔ کہ فوج کو واپس بُلا لیا جائے۔ اور افراسیاب سے دُشمنی کا خیال ہمیشہ کے لِئے ترک کر دیا جائے۔

سیاوش اور افراسیاب

افراسیاب کو جب سیاوش کے آنے کی اِطّلاع مِلی۔ تو وُہ نِہایت خُوش ہُوا۔ اور اُس نے پیران کو مشورہ کے لِئے بُلایا۔ جو بُہت عقل مند اور افراسیاب کے دربار کے تمام اُمرا کا سردار تھا۔ افراسیاب نے سیاوش کے مُتعلق اُس کی رائے دریافت کی۔ تو اُس نے بھی یہی مشورہ دِیا۔ کہ

شہزادہ کی آؤ بھگت بادشاہوں کی طرح ہونی چاہیئے - اور اُسے تُوران میں نہایت عزّت اور شان و شوکت سے رکھا جائے ÷

اگرچہ افراسیاب کو یہ بھی خیال تھا - کہ کیکاؤس بُوڑھا ہو چُکا ہے - اور عنقریب ایران کا تخت خالی کرنے والا ہے - اگر اس وقت سیاوش توران میں ہوگا - تو تورانیوں کو بہُت سے فائدے پہنچیں گے لیکن اس میں کلام نہیں - کہ افراسیاب نے توران میں سیاوش سے جس عزّت و احترام کا سلوک کیا - بہُت کم بادشاہ ایسا کر سکتے ہیں ÷

سیاوش اپنی فوج سے روانہ ہو کر دریائے جیحُوں کے کنارے پر پہُنچا - تو وہاں اُس کے استقبال کے لئے بڑے بڑے تُورانی سردار اور پہلوان موجُود تھے - جو اُسے

ایک بڑے شاندار جلوس کے ساتھ لیکر گنگ
کی طرف روانہ ہوگئے - جہاں افراسیاب کا
دربار تھا - راستہ میں ہر ایک قصبہ آراستہ
کیا گیا تھا - جب سیاوش کی سواری وہاں
پہنچتی - تو لوگ اُس کے دیکھنے کے لئے
گھروں سے باہر نکل آتے تھے - قصبہ قفچاق
میں توران کا سب سے بڑا امیر پیران اُس
کے استقبال کے لئے موجود تھا - اُس پر
سیاوش کی قابلیت - خوش اخلاقی - طرزِ
گفتگو - نوجوانی اور آن بان کا پہلی ہی
ملاقات میں اِس قدر اثر ہوا - کہ سیاوش
کی بات بات پر اُس کی زبان سے بے
اختیار تحسین و آفرین نکلتی تھی ؃

پیران سیاوش کو لے کر اسی پُر شوکت
جلوس کے ساتھ جب گنگ میں پہنچا -
تو افراسیاب جیسا مغرور بادشاہ تخت سے
اُتر کر محل کے دروازہ تک سیاوش کے

اِستقبال کے لئے آیا - سیاوش بادشاہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اُتر پڑا - اور یہ دونو نہایت بے تکلّف دوستوں کی طرح بغل گیر ہوئے - افراسیاب شہزادہ کو ضیافت کے کمرہ میں لے گیا - جو اُس کے لئے پہلے ہی سے تیار تھی - جب کھانے سے فارغ ہوئے تو سیاوش کو ایک عالی شان محل میں ٹھیرایا گیا ؏

سیاوش اَور فرنگیش

افراسیاب کی ایک نوجوان اور حسِین بیٹی تھی - جس کا نام فرنگیش تھا - اُس نے جب بادشاہ اور دُوسرے لوگوں کی زبانی سیاوش کے اخلاق اور حُسن و جمال کا چرچا سُنا - تو اُسے سیاوش سے محبّت ہو گئی اور آخر پیران کی سُفارش سے افراسیاب نے فرنگیش کی شادی نہایت دھوم دھام

سے سیاوش کے ساتھ کر دی۔ اور اُسے توران کے ایک وسیع علاقہ کا حاکم مقرر کرکے گنج سیاوش اور سیاوش گرد دو شہر آباد کیئے۔ جن میں گنج سیاوش اپنی خوبصورتی شادابی اور فرحت بخش آب و ہوا کے باعث دُنیا بھر میں مشہور تھا ۔

سیاوش افراسیاب کے لُطف اور مہربانی سے اپنے علاقہ پر نہایت شان و شوکت سے حکومت کرتا رہا۔ اور اِس عرصہ میں پیران سے اُس کا گہرا دوستانہ ہو گیا۔ پیران افراسیاب کے پاس سیاوش کی رعایا پروری۔ حُسنِ انتظام۔ عدل و انصاف۔ اور علاقہ کی خوش حالی کا ذکر کرکے ہمیشہ اُس کی تعریفیں کرتا تھا۔ افراسیاب نے خوش ہو کر اپنے چھوٹے بھائی گرشیوزم کو تحائف دے کر سیاوش کے پاس روانہ کیا ۔

گرشیوزم کی شرارت آمیزی

گرشیوزم جب سیاوش کے پاس پہنچا۔ تو اُس نے بڑی آؤ بھگت کی۔ اور بڑی خاطر تواضع سے پیش آیا۔ سیر و شکار کے سامان ہوئے۔ جنگی کھیلیں دکھائی گئیں غرض جس طرح ایک بادشاہ کو خوش کرنے کے سامان کئے جاتے ہیں۔ ایسے ہی سیاوش نے گرشیوزم کے لئے کئے۔ لیکن بجائے اِس کے کہ گرشیوزم خوش اور ممنون ہوتا۔ وُہ سیاوش کی دانائی۔ شہ زوری۔ نوجوانی۔ شان و شوکت۔ رُعب و داب اور رعایا کی جاں نثاری کے جذبات دیکھ کر مارے حسد کے جل بھن کر کباب ہوگیا۔ گرشیوزم نے خیال کیا۔ کہ سیاوش ایک بہت بڑی سلطنت کا وارث ہے۔ اور اس کے خاندان سے ہماری قدیمی دشمنی ہے

اپنے مُلک میں اِس پر اِس قدر بھروسا کرنا۔ اور اِتنی بڑی طاقت کا مالِک بنا دینا تُورانیوں کے لئے خطرہ کا باعث ہَے۔ اُس نے واپس آکر افرا سیاب کو سیاوش کے خِلاف بھڑکانا شروع کیا۔ کئی جھُوٹے قِصّے گھڑ کے سُنائے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ سیاوش ایرانی فوج کو لاکر توران کو فتح کرنے کی خُفیہ تیاریاں کر رہا ہَے۔

سیاوش پر افراسیاب کا حملہ

دانا اور نیک نہاد پیران اُس وقت دارُالخلافہ میں مَوجُود نہ تھا۔ جو مُعاملہ کو سُلجھاتا اور گرشیوزم کی شرارت سے بادشاہ کو آگاہ کرتا۔ افرا سیاب پہلے تو گرشیوزم کی باتیں حیرانی سے سُنتا رہا۔ اور جب مکّار گرشیوزم نے سیاوش کے خِلاف اِسے پُورا پُورا

یقین دِلایا۔ تو وُہ غصّہ سے بھر گیا۔ اَور فوج لے کر سیاوش پر حملہ کر دیا ؂

جب سیاوش کو افرا سیاب کے آنے کی اطّلاع مِلی۔ تو وُہ بڑے پیمانہ پر اُس کی دعوت۔ خاطر تواضع اَور اِستقبال کی تیّاریاں کرنے لگا۔ کیونکہ وُہ نہیں جانتا تھا۔ کہ افرا سیاب اُس کی جان لینے کے لِئے آ رہا ہَے۔ چُنانچہ اُس نے ملکہ کو محل کی آراستگی کا حُکم دیا۔ اَور خوُد اُمرائے دربار کو ساتھ لے کر خُوشی خوُشی افرا سیاب کے اِستقبال کو روانہ ہُؤا ؂

سیاوش کا بے رحمانہ قتل

افرا سیاب نے سیاوش کو دیکھتے ہی بغیر سچ جھُوٹ کی تحقیقات کرنے اَور سیاوش کا جواب سُننے کے اُس پر حملہ کر دیا۔

سیاوش ہکا بکا رہ گیا۔ تورانیوں نے آن کی آن میں اُس کے ہمراہیوں کا پتھراؤ کر دیا۔ اور سیاوش کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ سیاوش جیسے بہادر کے لئے جس سے بڑے بڑے پہلوان لرزتے تھے اور جسے رُستم کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ کہ تلوار اُٹھا کر تورانیوں کو تتر بتر کر دیتا۔ لیکن اُس کی شرافت نے اجازت نہ دی۔ کہ افراسیاب کے سامنے ہاتھ اُٹھاتا۔ اور جھوٹوں کے جھُوٹ کو سچ ثابت کرتا۔ تورانیوں نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اور باندھ کر اُسی کے محل میں قید کر دیا۔ اور بعد میں بڑی بے رحمی سے گھسیٹ کر باہر نکالا۔ اور بے دردی سے قتل کر دیا۔

فرنگیش

افراسیاب نے پہلے تو فرنگیش کو بھی سیاوش کے ساتھ ہی قید کر دیا تھا۔ لیکن سیاوش کے قتل کے بعد جب اُسے معلوم ہُوا۔ کہ وُہ حاملہ ہے۔ تو اُس کے بھی قتل کا حُکم دے دیا۔ سپاہی فرنگیش کی مُشکیں باندھ کر اُسے محل سے باہر لائے ہی تھے کہ اِتنے میں پیران سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہُوا پُہنچا۔ اور افراسیاب کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا ؂

پیران کو افراسیاب کے حملے کا جب حال معلُوم ہُوا۔ تو وُہ سیاوش کو بچانے کے لئے روانہ ہُوا۔ اور بغیر کہیں آرام لینے کے دن رات سفر کرتا ہُوا یہاں پہنچا۔ مگر اُس کے پہنچنے سے پہلے سیاوش تو قتل ہو چُکا تھا۔ اور فرنگیش کے سر پر اجل چیل

بن کر منڈلا رہی تھی - پیران نے پہنچتے ہی افراسیاب پر لعنت ملامت کی بوچھاڑ شروع کر دی - اور اُسے یقین دلا دیا - کہ وُہ غلطی پر ہے - اور یہ بھی کہا - کہ کیکاؤس کی طاقت اور اُس کے غم و غصّہ کی طرف خیال کر - جس کے ولی عہد کو تُو نے بے گناہ قتل کر دیا ہے - اور رُستم کے قہر و غضب سے اپنی جان اور مُلک کی امان ڈھونڈ - جسے سیاوش بیٹوں سے زیادہ عزیز تھا - اور اَب تُو بلا وجہ اپنی بیٹی کے خُون میں ہاتھ رنگنے پر آمادہ ہے - افراسیاب نے اپنی غلطی محسُوس کر کے شرم و ندامت سے سر جُھکا لیا - اور حُکم دیا - کہ فرنگیش کو رہا کر کے پیران کے حوالہ کر دیا جائے ٭

کیخسرو

مُدّتِ حمل ختم ہونے پر فرنگیش کے ہاں لڑکا پَیدا ہُؤا۔ جس کا نام سیاوش کی وصیّت کے مُطابق کیخسرو رکھا گیا۔ پیران چُونکہ اُن کی طرف سے ضامن تھا۔ اِس لئے کیخسرو کو ایک گڈریئے کے حوالے کر دیا۔ اور اُسے تاکید کی۔ کہ اِسے بکریاں چرانے کے کام میں لگانا۔ اور اُس پر ہرگز یہ ظاہر نہ کرنا۔ کہ کِس خاندان سے اُس کا تعلّق ہے۔ بلکہ اِس پر یہی ظاہر ہو۔ کہ وُہ گڈریوں کے گھر پَیدا ہُؤا تھا ٭

جب کیخسرو نے ہوش سنبھالا۔ تو افراسیاب کے دل میں خیال آیا۔ کہ ایران کے شاہی خاندان کے اس لڑکے کا زندہ رہنا خطرہ سے خالی نہیں۔ ضرُوری ہے کہ وُہ اپنے باپ سیاوش کا اِنتقام لینے کے

لِئے کوئی آفت برپا کرے۔ کبھی تو اُس کے دل میں خیال آتا۔ کہ کیخسرو کا قتل کر دینا ہی مُناسِب ہے۔ اَور کبھی اُس کا دل کہتا کہ چند روزہ سلطنت کے لِئے بے گناہ کے خُون میں ہاتھ رنگنا اِنسانیّت سے دُور اَور خُدا کے نزدیک بہت بڑا گُناہ ہے ؂

افراسیاب نے اِس اُلجھن کو سُلجھانے کے لِئے پیران کو بُلایا۔ پیران نے آتے ہی کہا۔ کہ اگرچہ وُہ لڑکا خُوبصُورت ہے۔ مگر گڈریوں کی طرح نہایت بے وقُوف ہے چُنانچہ اُس کے کہنے سُننے سے افراسِیاب کا خوف کم ہُوا۔ اَور اُس نے قسم کھالی۔ کہ مَیں اس لڑکے کو کوئی اذیّت نہ پُہنچاؤنگا اِس کے بعد پیران کیخسرو کو افراسِیاب کے پاس لانے کے لِئے اِس پہاڑ کی طرف روانہ ہُوا۔ جہاں کیخسرو ہری ہری گھاس پر اَپنے ریوڑ کے قریب سویا ہُوا تھا ؂

پیران کیخسرو کو ساتھ لے کر روانہ ہُوا۔ اور اُسے تاکید کر دی۔ کہ افراسیاب کے سامنے بالکل بے وقُوفوں کی سی باتیں کرنا اور گنواروں کی طرح بیٹھنا اُٹھنا۔ کیونکہ کیخسرو قدرتی طور پر باپ کی طرح بہُت فہمیدہ۔ تیز فہم اور با ادب لڑکا تھا۔ جب پیران اُسے لے کر محل میں داخل ہُوا۔ تو اُس کے باپ کا خیال کر کے اور اُسے گڈریوں کی حالت میں دیکھ کر مضبُوط سے مضبُوط دِل کے لوگ بھی رو دِئے۔ بلکہ سنگ دِل افراسیاب کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپک پڑے ؎

افراسیاب کے دل میں رحم اور نفرت دونو کی کشمکش جاری تھی۔ وُہ دیر تک کیخسرو کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آخر اُس کی طبیعت کا اندازہ کرنے کے لِئے چند ایسے سوال کِئے۔ جن سے اُس کی عقل کی پرکھ

ہو سکے۔ کیخسرو نے پیران کی ہدایت کے
مطابق نہایت بے وقوفوں اور گنواروں
کی طرح الٹ پلٹ جواب دئیے۔ جس
سے بادشاہ کو اس کی بے وقوفی اور دل
کی کمزوری کا یقین ہو گیا۔ اور جس قدر
خطرہ تھا۔ وہ سب جاتا رہا۔ افراسیاب
نے خوش ہو کر حکم دیا۔ کہ کیخسرو کو
فرنگیس کے پاس سیاوش گذر میں پہنچا دیا
جائے ؎

ایرانیوں کا جوشِ انتقام

سیاوش کے قتل کی خبر جب کچھ عرصہ
بعد ایران میں پہنچی۔ تو کیکاوس کو سخت
رنج و غم ہوا۔ اور اپنی حرکتوں پر پشیمانی ہوئی۔
تمام ایران میں سیاوش کی موت سے ماتم
برپا ہو گیا۔ اور ایرانیوں کا خون انتقام

کے لئے جوش مارنے لگا۔ جب رُستم کو شہزادہ کی موت کی اِطلاع ملی۔ تو اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اُسے سیاوش کا بچپن اور وُہ زمانہ یاد آ گیا۔ جب وُہ اپنے بیٹے کی طرح اُسے فنونِ جنگ کی تعلیم دیتا۔ اور سیاوش اُسے باپ کہہ کر پکارتا تھا۔ رُستم کے غم و غصّہ کی کوئی اِنتہا نہ رہی۔ یہ بُوڑھا بہادر غضب ناک شیر کی طرح اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور ایران کی طرف چل دِیا۔

سودابہ کا قتل

رُستم جب دربار میں پُہنچا۔ تو اُس کی آنکھوں سے مارے غصّہ کے خون ٹپک رہا تھا۔ بادشاہ اور تمام اہلِ دربار اُسے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ دربار میں پہنچتے

ہی رستم نے پُر جوش الفاظ میں کہا۔ کہ شہزادہ کے قتل کا باعث سودابہ ہے۔ جس کی شرارتوں کے باعث شہزادہ نے وطن ترک کیا۔ اور ایرانی اپنے ایک نہایت قابل فرمانروا سے محروم ہو گئے۔ جب رستم بول رہا تھا۔ تو بادشاہ اور اہلِ دربار سہمے ہوئے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ رستم اپنی بات ختم کرتے ہی محل سرائے میں گھُسا۔ اور سودابہ کو چوٹی سے پکڑ کر دربار میں گھسیٹ لایا۔ اور تلوار نکال کر اُس کا سر تن سے جُدا کر دیا۔

افراسیاب پر رستم کا حملہ

رستم نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔

اور ایرانیوں کا جرّار لشکر لے کر ایک خوفناک طوفان کی مانند توران میں جا داخل ہوا۔ افراسیاب میں یہ طاقت کہاں تھی۔ کہ بپھرے ہوئے شیر کا مقابلہ کرتا۔ رستم توران کو پامال اور تورانی فوج کو کاٹتا چھانٹتا بڑھے چلا گیا۔ افراسیاب اپنے دوست خاقانِ چین کو امداد کا پیغام بھیج کر خود جان بچانے کے لئے کوہ ہمایوں کی طرف بھاگ گیا ؎

کیخسرو کی واپسی

افراسیاب نے رستم کے حملہ کی خبر پاکر فرنگیش اور کیخسرو کو وسط ایشیا کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ جب توران میں اُن کا پتہ نہ چلا۔ تو لوگوں سے دریافت کر کے رستم نے بہادر گیو اور کئی دوسرے پہلوانوں

کو اُن کی تلاش میں روانہ کیا۔ جنھوں نے ایک عرصہ کی جستجو کے بعد فرنگیش اور کیخسرو کو ڈھونڈ نکالا۔ اور رستم کے پاس لے آئے۔ رستم نے فرنگیش اور کیخسرو کا شاہانہ استقبال کیا۔ اور چند روز اپنے پاس ٹھیرا کر نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ایران کو روانہ کر دیا ؛

کیخسرو کی تخت نشینی

کیخسرو کے ایران پہنچتے ہی کیکاؤس شاہِ ایران نے اُسے تخت نشین کر دیا۔ اور خود گوشۂ عافیت میں بیٹھ کر چند روز کے بعد فوت ہو گیا ؛

رُستم اَور خاقانِ چین

جب خاقان کو افرا سیاب کا پیغام مِلا۔ تو وُہ بے شمار فوج اَور بڑے بڑے بہادُر پہلوان لے کر رُستم کے مُقابل آیا۔ پہلے چین کا مشہُور پہلوان اشکبوس مَیدان میں نِکلا۔ اَور ایرانی فوج کے ایک پہلوان کو مار کر گِرا دِیا۔ دیکھ کر رُستم آگے بڑھا۔ اَور کمند پھینک کر اشکبوس کو گھوڑے سے نیچے گِرا کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد چین کا کاموس پہلوان مُقابل ہُوا۔ رُستم نے اُسے بھی مار گِرایا۔ اِن دو مشہُور بہادروں کے مارے جانے سے چینی اَور تورانی فوج میں بے دِلی پھیلنے لگی۔ خاقان نے اَور دو بڑے بہادُر اَور شہزور پہلوان پَے در پَے روانہ کِئے۔ مگر رُستم کے ہاتھ سے اُن کا بھی وُہی انجام ہُوا۔ جو پہلے دو

کا ہو چُکا تھا۔ رُستم نے ایک ہزار ایرانی پہلوانوں کو لے کر خاقان پر حملہ کر دیا۔ اَور چینی فوج کو پامال کرتا ہُوا شاہِ چین تک جا پُہنچا۔ شاہِ چین نے گھبرا کر صُلح کی درخواست کی۔ رُستم نے صلح میں علاوہ نقد و زر کے اُس کا تاج و تخت اَور سفید ہاتھی طلب کیا۔ جسے خاقان نے منظور نہ کیا۔ رُستم نے خاقان کے ہاتھی پر حملہ کر کے کمند پھینکی۔ اَور شاہِ چین کو نیچے گرا کر گرفتار کر لیا۔ اِس وقت چینیوں نے بھی خُوب دادِ شجاعت دی۔ اَور اَیسا سخت معرکہ ہُوا۔ کہ تمام مَیدان خُون سے لالہ زار بن گیا۔ آخر چینی اَور تُورانی شکست کھا کر بھاگ گئے اِن کا تمام ساز و سامان اَور زر و جواہر ایرانیوں کے ہاتھ آیا۔ اَور علاوہ ازیں شاہِ چین کا سفید ہاتھی اَور تخت و

تاج بھی رُستم کے قبضہ میں آ گیا۔ جسے رُستم نے کیخسرو کے پاس بھیج دیا۔ اور خُود فوج لے کر کوہِ ہمایوں کی طرف روانہ ہو گیا ۔

کوہِ ہُمایُوں پر رُستم کا حملہ

افراسیاب کو جب چینیوں کی شکست کا حال معلوم ہُوا۔ تو وُہ بہت گھبرایا۔ اَور فوراً اپنے دُوسرے دوست شاہِ ختن کو اِمداد کے لئے لکھا۔ پولادوند شاہِ ختن جو بڑا بہادر۔ شہزور اَور جنگ جُو جوان تھا۔ فوج لے کر افراسیاب کی مدد کو آ پہنچا۔ افراسیاب اُسے اَور اپنی تورانی فوج کو لے کر رُستم کے مُقابلہ کے لئے روانہ ہُوا۔ اُدھر سے رُستم تورانیوں کے ایک مضبُوط قلعہ کو جس کا سردار کافور

بڑا بہادر پہلوان تھا۔ فتح کر کے افراسیاب کے مقابل جا کر ڈٹ گیا۔ اور دونو فوجوں نے ایک دوسرے کے سامنے ڈیرے ڈال دئیے ؂

رستم اور پولاوند شاہِ ختن

صبح ہوتے ہی بہادر پولاوند نے زرہ پہنی۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر شیر کی طرح میدان میں آ ڈٹا۔ رستم نے گیو کو اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا پولاوند نے گیو کو فوراً کمند میں لے لیا۔ اس کی امداد کے لئے دو پہلوان اور گئے انہوں نے پولاوند پر کمندیں پھینکیں۔ اور اسیر کر لیا۔ لیکن پولاوند نے ایک ہی جھٹکے میں دونو کمندیں توڑ دیں۔ اور ان تینوں پہلوانوں کو زخمی کر کے زمین

پر گرا دیا۔ یہ دیکھ کر رُستم خود میدان میں آیا۔ اور آتے ہی پولاوند پر کمند پھینکی۔ وہ بچ کر نکل گیا۔ اور نہایت پھرتی سے رُستم کے سر پر گرز کا وار کیا جس سے رُستم کے سر میں سخت چوٹ آئی۔ رُستم ابھی ہوش بھی سنبھالنے نہ پایا تھا۔ کہ پولاوند نے تلوار کا وار کیا مگر تلوار کی ضرب کا زرہ پر کوئی اثر نہ ہُوا۔ رُستم کو اگرچہ سر میں سخت چوٹ آئی تھی۔ مگر اُس نے بڑے ضبط سے کام لیا۔ اور زین پر جم کر بیٹھا رہا۔ پولاوند نے رُستم کی مضبُوطی اور شہزوری سے حیران ہو کر کہا۔ کہ آؤ کُشتی لڑیں۔ رُستم نے اُسے منظور کر لیا۔ اور دونو گھوڑوں سے اُتر کر کشتی کرنے لگے۔ کُچھ دیر تو پولاوند کشتی لڑتا رہا۔ مگر آخر رُستم نے اُسے اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا۔ پولاوند

نے جان کے خوف سے مکر اور فریب سے
کام لیا - اور دم سادھ کر مُردہ کی طرح پڑا
رہا - جب رُستم اُسے مُردہ خیال کر کے
گھوڑے پر سوار ہو کر واپس ہُوا - تو یہ
بھاگ کر اپنی فوج میں چلا گیا - اور افرا
سیاب سے رُستم کی شہزوری کا حال بیان
کر کے اپنی فوج کو لے کر ختن کی طرف
بھاگ گیا ؞

جب رُستم کو معلوم ہُوا - کہ پولادوند در
اصل زندہ تھا - اور اب بھاگ گیا ہے -
تو اُس نے فوج لے کر حملہ کر دیا - افرا
سیاب بھی مع اپنی فوج کے بھاگ کھڑا
ہُوا - اور اُن کا تمام ساز و سامان رُستم
کے ہاتھ آیا - رُستم یہاں سے فارغ ہو کر
واپس ہُوا - اور کیخسرو کے پاس چلا
گیا ؞

توران سے رُستم کی واپسی

بعد ازاں بھی رُستم کے افراسیاب سے کئی معرکے ہوئے۔ اور افراسیاب بڑے بڑے بہادر پہلوانوں کو رُستم کے مُقابلہ میں لایا۔ مگر رُستم ہمیشہ فتح مند رہا۔ اور تمام پہلوان اِس کے ہاتھ سے ہلاک ہوتے رہے۔ افراسیاب کبھی کہیں اور کبھی کہیں سر چھُپاتا پھرا۔ اور رُستم تُوران میں بادشاہ کی حیثیّت سے فرمانروائی کرتا رہا۔ چُونکہ اُسے سیستان سے نکلے بہُت عرصہ گزر گیا تھا۔ اِس لئے اب آرام کرنے کے لئے رُستم توران سے سیستان کی طرف روانہ ہو گیا ؛

افراسیاب کی واپسی

جب افراسیاب کو معلُوم ہُوا۔ کہ رُستم

سیستان کو چلا گیا ہے۔ تو اُس نے واپس آکر تُوران کی ایرانی فوج پر حملہ کر دیا۔ کیخسرو اُس کے مُقابلہ کے لئے روانہ ہُوا۔ ایک عرصہ کیخسرو اور افراسیاب میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ پیران بھی افراسیاب کی طرف سے لڑتا رہا۔ اور ایرانیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ فرنگیش کی سفارش سے اُسے رہائی ملی۔ اور کیخسرو نے نہایت عزّت سے اُسے واپس کیا۔ مگر آخر کار وُہ اِسی جنگ میں مارا گیا۔ گرشیوزم جب کیخسرو کے ہاتھ سے گرفتار ہُوا۔ تو فرنگیش اور کیخسرو نے اُسے نہایت تکلیفیں دے دے کر ہلاک کیا۔ افراسیاب بھی آخر کیخسرو کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور جنگ تُوران کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا ✢

لہراسپ اَور گشتاسپ

کیخسرو کے بعد لہراسپ تختِ نشین ہُوا اُمرائے دربار اَور رِعایا اُس کے سخت مُخالف تھی۔ مگر محض رُستم کی کوشِش سے اُسے ایران کی بادشاہی ملی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا گشتاسپ تختِ نشین ہُوا۔ پارسیوں کا پیغمبر زردشت اِسی بادشاہ کے وقت میں ہُوا ہے۔ اس لئے خود بھی زردشتی مذہب اِختیار کیا۔ اُس نے اَور اُس کے بیٹے اسفندیار نے مُلک کا دَورہ کرکے بڑی کوشِش کے ساتھ اِس مذہب کو تمام مُلک میں پھیلایا۔ گشتاسپ دو سال تک زردشتی مذہب کی اشاعت کے سِلسلہ میں سِیستان میں رُستم کا مہمان رہا۔ رُستم نے خود بھی یہ مذہب اختیار کیا۔ اَور اپنے مُلک سِیستان میں بھی اِسے رواج دیا۔

اسفندیار

گشتاسپ کا بیٹا اسفندیار نہایت بہادر اور شہزور پہلوان تھا۔ اُس کا جسم اِس قدر مضبوط تھا۔ کہ اُس پر گرز کا بھی اثر نہ ہوتا تھا۔ اِس لئے افسانہ نویسوں نے اسے رُوئیں تن یعنی فولاد کے جسم والا لکھا ہے۔ جب زرہ پہن کر میدان میں نکلتا۔ تو بڑے بڑے بہادروں کے گرز و تبر اُس کے جسم پر لگ کر ٹوٹ جاتے اس نے رُوم میں تمام بہادروں کو زیر کیا۔ جس معرکہ میں گیا۔ رُستم کی طرح فتحیاب ہی رہا۔ اور کوئی جوان اُس کے مُقابل میں نہ ٹھیرا۔ اُس کے ایک مخالف پہلوان نے گشتاسپ کو اُس کے خلاف کر دیا۔ اور بادشاہ کو یہ کہکر اُس سے خوفزدہ کیا کہ اسفندیار تجھے ہلاک کر کے خود بادشاہ بننا چاہتا ہے۔

گشتاسپ نے پہلے تو اسفند یار کو قید
کر دیا۔ اور بعد میں اُسے تاج و تخت دینے
کا وعدہ کر کے چین پر حملہ کرنے کے لئے
روانہ کیا۔ اسفند یار چین فتح کر کے واپس
آیا۔ تو گشتاسپ نے اُسے تخت نہ دیا۔
بلکہ چند داناؤں سے اِسفند یار کے زور
و قوّت سے ڈر کر اُسے ہلاک کرانے کا
مشورہ کیا۔ چُنانچہ یہ تجویز قرار پائی۔ کہ
اسفند یار کو رُستم پر حملہ کرنے کے لئے
روانہ کیا جائے۔ اگرچہ یہ جوان ہے۔ اور
زور و قوّت میں بھی رُستم سے کم نہیں۔
لیکن سوائے رُستم کے کوئی اَور اَیسا ہے
بھی نہیں۔ جس سے اُس کے ہلاک ہونے
کی توقع ہو سکے۔

اِس تجویز پر اِتّفاق کر کے گشتاسپ نے
اسفند یار کو بُلایا۔ کہ مَیں تجھے تاج و تخت
دینے کے لئے تیّار ہُوں۔ مگر اَب ضرورت ہے

کہ رُستم پر حملہ کرکے اُس کے علاقہ کو فتح کیا جائے۔ اِس لئے پہلے تُم رُستم سے نمٹ لو۔ تو تاج و تخت تمُھارے حوالے کر دیا جائے گا۔ اسفند یار نے رُستم جیسے خیر خواہ مُلک و قوم کے ساتھ لڑنے سے اِنکار کیا۔ مگر بادشاہ نے کہا۔ رُستم میری پروا نہیں کرتا۔ بلکہ کیکاؤس اَور کیخسرو کے گیت گاتا ہے۔ اَور اِس وقت قریباً نصف سلطنتِ ایران کا مالک ہے۔ سیستان اُس کی جدّی سلطنت ہے۔ اَور سلطنتِ کابل اُسے اپنے نانا مھراب سے ورثہ میں ملی ہوئی ہے۔ سلطنتِ نیمروز بھی اُسی کے قبضہ میں ہے۔ اَور زابُلستان بھی۔ اِیران کو ہر وقت اُس سے خطرہ ہے۔ اَور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کی طاقت کو توڑ دیا جائے ؛

اسفند یار نے رُستم کی نیکیاں یاد دلاکر

بادشاہ کو باز رکھنے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر بادشاہ نے ایک نہ سُنی۔ تو اسفند یار نے رُستم پر حملہ کرنے سے اِنکار کر دیا۔ کیونکہ وُہ بادشاہ کے دلی منشا کو تاڑ گیا تھا۔ کہ یہ مجھے دارُ الخلافہ سے نکالنا اَور ہلاک کرانا چاہتا ہَے۔ مگر بادشاہ کے امیروں وزیروں نے سلطنت کا لالچ دلا کر اسفند یار کو اِس بات پر رضامند کر ہی لیا۔ کہ وُہ رُستم پر حملہ کرے۔ گُشتاسپ نے اسفند یار سے کہا۔ کہ جب تم رُستم کو گرفتار کر کے میرے سامنے لاؤ گے۔ تو مَیں اُسی وقت تاج و تخت تمہارے حوالہ کر دُوں گا ؎

سیستان کی طرف اسفندیار کی روانگی

اسفند یار ایک لشکرِ جرّار لے کر سیستان

کی طرف روانہ ہُوا۔ اور وہاں پہنچ کے اپنے بیٹے بہمن کو روانہ کیا۔ کہ رُستم کو بُلا لائے۔ رُستم رخش پر سوار ہو کر بہمن کے ساتھ ہو لیا۔ جب اسفند یار کے سامنے آیا۔ تو فوراً گھوڑے سے اُتر کر اُس کے سامنے اِس طرح جُھکا۔ جس طرح بادشاہ کے سامنے جُھکا کرتا تھا۔ اور اسفند یار سے کہا۔ کہ آپ کے والد پچھلے دنوں دو سال تک میرے مہمان رہے۔ آپ بھی وہیں میرے مکان پر تشریف لے چلئے۔ اور آرام فرمائیے۔ اسفند یار رُستم کے اخلاق سے متاثر ہُوا۔ اور اُسے اپنے خیمے میں لے گیا۔ دیر تک اس کے اخلاق کی تعریف کرنے کے بعد بولا۔ کہ شاہِ ایران نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ آپ کو گرفتار کر کے اُس کے سامنے پیش کروں ؛

رُستم اِس بات سے بہت حیران ہُوا۔

اور اُس نے ایران پر اپنے اِحسانات بیان کرکے کہا۔ کہ بادشاہ کیوں بلا وجہ میری بے عزّتی کرنا چاہتا ہے؟ مَیں اُس کے حکم کی تعمیل کرنے کے لیئے حاضر ہوں۔ اور جس طرح ایران جایا کرتا ہوں۔ اُسی طرح آپ بھی آپ کے ہمراہ چلنے کے لیئے تیار ہوں۔ اسفندیار نے جواب دیا۔ کہ آپ برائے نام گرفتار ہو کر میرے ساتھ چلیں۔ مَیں اِس امر کا وعدہ کرتا ہوں۔ کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اور بادشاہ کے سامنے ہوتے ہی مَیں آپ کو رِہا کرا دُوں گا۔ لیکن رُستم نے اس طرح جانا منظور نہ کیا۔ اور اِس بات پر غور کرنے کے لیئے واپس چلا گیا۔ رُستم کے چلے جانے کے بعد اسفندیار کے مُصاحبوں نے اُس سے کہا۔ کہ رُستم کو واپس جانے کی اجازت دینے میں آپ

نے غلطی کی ہے۔ ہاتھ آیا ہوا شکار چھوڑنا نہ چاہیئے تھا۔ کیونکہ لڑنے سے تو وُہ مشکل سے قابُو میں آئے گا۔ اور اُس کی گرفتاری پر آپ کا بادشاہ بننا منحصر ہے۔ اسفند یار نے جواب دِیا۔ کہ وُہ پھر آئے گا۔ اور اِس دفعہ اُسے گرفتار کر لیا جائے گا ؞

دُوسری صُبح رُستم پھر اسفند یار کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ مَیں نے جہاں تک غور کیا ہے۔ اپنے آپ کو بالکُل بے قصُور پاتا ہُوں۔ مَیں آپ کا مُطیع ہُوں۔ باغی نہیں۔ اور اگر آپ مجھے اپنے ہمراہ لے چلنے پر مُصر ہیں۔ تو مَیں باعزّت چلنے کے لِئے تیّار ہُوں۔ اور اگر بادشاہ کو زر و دولت کی ضرُورت ہے۔ تو آپ جس قدر چاہیں۔ حاضر کرنے کے لِئے تیّار ہُوں آپ میرے مہمان ہیں۔ غریب خانہ پر

تشریف لے چلئے ۔ اور آرام فرمائیے ۔
اسفندیار نے جواب دیا ۔ کہ اب تم بھی
یہاں سے نہ جاتا ۔ کیونکہ اب میں تمہیں
گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور میں پیش
کروں گا ۔ رستم کو اس بات سے غصّہ آیا
اور اس نے کہا ۔ کہ میں نے مروّت سے
عاجزی اختیار کی ہے ۔ اسفندیار نے
جواب دیا ۔ کہ اس وقت تم مہمان کی
حیثیّت سے آئے ہو ۔ اس لئے واپس
چلے جاؤ ! اور کل صبح میرے مقابلہ کے
لئے تیّار ہو کر آنا ۔ پھر دیکھنا ۔ کہ میں
تمہیں کس طرح گرفتار کر کے باپ کے
سامنے لے جاتا ہوں ۔ رستم نے کہا ۔ بہتر
اگر آپ کا یہی منشا ہے ۔ تو کل میدان میں
دیکھ لینا ۔ کہ کون گرفتار ہوتا ہے ؎

اسفند یار اور رُستم کی جنگ

دُوسرے دِن صُبح رُستم نے زِرہ پہنی۔ اپنے بیٹے فرامُرز کو فوج کا سپہ سالار مقرّر کیا۔ اور اسفند یار سے لڑنے کے لئے شہر سے باہر نِکلا۔ جب دونو فوجیں مُقابل ہُوئیں۔ تو رُستم فوج سے علیحدہ ہو کر مَیدان میں آیا۔ اَور اسفند یار کو طلب کیا۔ اسفند یار اپنے ایک بہادُر پہلوان تسوین سے یہ کہہ کر مُقابلہ میں آیا۔ کہ اگر مَیں رُستم کے مُقابلہ کی تاب نہ لاسکُوں تو تُم میری مدد کو فوراً پہنچنا۔ لیکن رُستم نے لڑنے سے پہلے اسفند یار سے یہ اقرار کرا لیا۔ کہ ہم تم اکیلے لڑیں۔ اَور کوئی دُوسرا ہماری امداد کو نہ آئے ؛

رُستم اَور اسفند یار ایک دُوسرے پر نیزوں سے وار کرنے لگے۔ جب نیزے

کُند ہو گئے۔ تو دونو نے تلواریں نِکال لیں۔ جب تلواریں بھی زرہوں پر لگ لگ کر بیکار ہو گئیں۔ تو گُرزوں سے لڑنا شروع کِیا۔ دونو بہادُروں کی زِرہیں چُور چُور ہو گئیں۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نِکلا۔ آخِر تھک کر دونو آرام لینے کے لئے اپنی اپنی فوج میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر مُقابِل ہوئے۔ اور ایک دُوسرے پر تیر برسانے لگے۔ تیروں سے اسفند یار کو تو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ لیکن رُستم اَور اُس کا رخش اسفند یار کے تیروں سے چھلنی ہو کر لہُو لُہان ہو گئے۔ اِتنے میں شام ہو گئی۔ اَور دونو بہادر جُدا ہو کر اپنی اپنی قیام گاہ میں چلے گئے؛

اسفند یار رُستم کی شہزوری سے نہایت خوفزدہ ہو گیا۔ اَور اَپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ کِہ اگر تیروں سے رُستم زخمی نہ

ہوتا۔ تو آج میری خیر نہ تھی۔ اگر وہ زخموں
سے صبح تک مر نہ گیا۔ تو کل کی جنگ
مجھے خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ اُدھر رُستم
بھی اسفند یار کی بہادری اور شہزوری سے
حیران و لرزاں تھا۔ اُس نے ہر چند
اسفند یار کو کمر سے پکڑ کر زین سے علیحدہ
کرنے کی کوشش کی۔ مگر اسفند یار کوہِ
گراں کی طرح جنبش تک نہ ہوئی۔ رُستم کا
کوئی وار کارگر نہ ہُوا۔ مگر اسفند یار کے
تیروں نے اُسے بے حال اور نیم مُردہ کر
دیا۔ رات بھر رُستم اپنی اور رخش کی مرہم
پٹی میں مصرُوف رہا۔ اور یہی سوچتا رہا
کہ اسفند یار کے جسم پر نیزہ۔ تلوار۔ تیر
اور گرز وغیرہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اب
کونسی تدبیر اختیار کی جائے۔ جس سے
اس پر غلبہ حاصل ہو سکے۔ آخر نہایت
غور و فکر کے بعد اُس نے ایک دو شاخہ

تیر تیار کرایا۔ اور صبح ہونے سے پہلے زرہ پہن کر جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا۔

اسفند یار کی ہلاکت

دوسری صبح رستم نے میدان میں جلتے ہی وہ دو شاخہ تیر جو رات کو اس نے تیار کرایا تھا۔ اسفند یار کی آنکھوں میں مارا۔ تیر کی شاخیں اسفند یار کی دونو آنکھوں میں چھید کرتی ہوئی دماغ سے پار نکل گئیں۔ اس کی آنکھوں سے خون جاری ہو گیا۔ آدمی اسے اٹھا کر چشمہ پر لے گئے۔ رستم بھی تھوڑی دیر کے بعد وہاں پہنچا۔ اور اسفند یار سے معذرت کی۔ اسفند یار نے کہا۔ تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں۔ یہ سب میرا گناہ ہے۔ اور میرے باپ کی غلطی کا نتیجہ۔ اب میں قریب

بزرگ ہُوں - میری وصیّت ہے - کہ میرے
بیٹے بہمن کو تم اپنا شاگرد بنا کر فنونِ جنگ
کی تعلیم دو - اِس کے بعد اسفند یار نے
جان دے دی - اُس کی فوج اُس کا اور
اُس کے دو بیٹوں کا جو فرامرز کے ہاتھ سے
ایک روز پہلے مارے گئے تھے - جنازہ لے
کر ایران چلی گئی — بہمن کو رُستم اپنے
ہمراہ لے آیا - اور تھوڑے ہی عرصہ میں
اُسے ایک قابل اور بہادر پہلوان بنا دیا -

بہمن کی واپسی

ایران پہنچ کر اسفند یار کے سردار بھی
گُشتاسپ کو بتا چکے تھے - کہ رُستم نے ہر
چند جنگ سے باز رہنے کی کوشش کی - مگر
اسفند یار نے اُسے لڑنے پر مجبور کیا - اس کے
علاوہ بادشاہ بھی اُسے بے قصور جانتا تھا

بلکہ اُس نے تو خود اسفند یار کو اِسی خیال سے بھیجا تھا۔ کہ وُہ رُستم کے ہاتھوں مارا جائے۔ جب بہمن کو فنونِ جنگ میں کامل مہارت ہو گئی۔ تو رُستم نے بادشاہ کی خدمت میں اسفند یار کے متعلق اپنی بے گُناہی اور بہمن کے مُتعلق فنونِ جنگ کی تکمیل کا پیغام بھیجا۔ بادشاہ نے اِس کے جواب میں رُستم کی بے گناہی کا اقرار کیا۔ اور بہمن کی واپسی کے مُتعلّق لِکھ بھیجا۔ رُستم نے نہایت عزّت اور شان سے بہمن کو دارُ الخلافہ کی طرف روانہ کِیا۔ ایران پہنچنے پر گُشتاسپ نے اُسے ولی عہد قرار دیا۔ اور بہمن ہمیشہ رُستم کی عزّت کرتا رہا ؛

شغاد

زال کے ایک کنیزک زادہ کا نام شغاد

تھا - کابل کا حاکم جو رُستم کا باجگزار تھا۔ رُستم نے شغاد کی شادی اُس کی بیٹی سے کرا دی - اَور ساتھ ہی اُسے کابل کی فوج کا سپہ سالار مقرّر کر دیا - شغاد اِس خیال سے کہ رُستم وارثِ سلطنت ہَے - اِس سے عَداوت رکھتا تھا - اُس نے شاہِ کابل سے مشورہ کِیا - کہ رُستم کو کِسی طرح ہلاک کیا جائے - تا کہ تم بھی کابل کے آزاد فرمانروا ہو جاؤ - اَور مَیں سِیستان کے لِئے کوشِش کرُوں - چُنانچہ اُنہوں نے ایک شکار گاہ میں گہرے گڑھے کھُدوا کر اُن میں نیزے وغیرہ گڑوا دِئے - اُوپر سرکنڈوں کی چھتیں ڈال کر زمین ہموار کرا دی - اب شغاد روتا چلّاتا رُستم کے پاس جا کر فریادی ہُوا - کہ حاکم کابل نے میری سخت بے عزّتی کی ہے - اَور مجھے نکال دیا ہَے ٭

رستم کی موت

رُستم شغاد کی بے عزّتی کا سُن کر اور
حاکِم کابُل کو سِینہ زور سمجھ کر اپنی سپاہ
کے ساتھ کابُل پر حملہ آور ہُوا ۔ مگر جب
وہاں پُہنچا ۔ تو حاکم کابل نے دست بستہ
حاضر ہو کر مُعافی مانگ لی ۔ اَور رُستم کو
اپنا مہمان بنایا ۔ دُوسرے روز حاکم کابل
اَور شغاد دونوں رُستم کو اُس شِکار گاہ
میں لے گئے ۔ جہاں گڑھے کھودے ہُوئے
تھے ۔ رُستم کا گھوڑا دَوڑتے ہُوئے
ایک کنوئیں میں گرا ۔ نیزوں سے گھوڑے
کا اَور رُستم کا جِسم زخمی ہو گیا ۔ رُستم نے
وہیں سے ایک تِیر مارا ۔ اَور شغاد کا کام
تمام کر دیا ۔ پِھر تھوڑی دیر کے بعد رستم
نے بھی وُہیں جان دے دی ؟

اِنتقام

جب یہ خبر سیستان میں پہنچی۔ تو وہاں بڑا بھاری ماتم برپا ہو گیا۔ رُستم کا بیٹا فرامُرز فوج لے کر گیا۔ پہلے تو اُس نے باپ کی لاش کو سیستان پہنچا کر دفن کیا۔ اور پھر واپس جا کر حاکمِ کابُل سے جنگ کی۔ اور شکست دے کر اُسے بمعہ اُس کے تمام خاندان کے تہ تیغ کر کے باپ کا بدلہ لیا؎

رُستم بچپن سے لے کر بڑھاپے تک بڑے بڑے بہادروں سے مُقابلہ کرتا رہا اور کبھی زیر نہیں ہُوا۔ وُہ جیسا بہادر تھا۔ ویسا ہی فیّاض اور رحم دل بھی تھا۔ اور عہد و پیمان کا بڑا پابند۔ ایران کی سلطنت کو اُسی کی تلوار اور شجاعت نے مضبُوط بلکہ قائم کیا۔ اِس

کے بعد اُس کا بیٹا فرامُرز اُس کا جانشین مُقرّر ہُوا ٭

تمام شد